

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

انیسواں ریکوزیشنڈ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 13 فروری 2020ء بروز جمعرات بمطابق 18 جمادی الثانی 1441 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
3	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
4	رخصت کی درخواستیں۔	2
4	گیس پریشر، خوردونوش کی قلت، مہنگائی اور امن وامان پر بحث۔	3

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر ----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب صفدر حسین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 13 فروری 2020ء بروز جمعرات بمطابق 18 جمادی الثانی 1441 ہجری، بوقت دوپہر 12 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَاءَ ط اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِیْنَ

نُزْلًا ﴿۱﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ ضَلَّ سَعِیْهُمُ فِی الْحَیْوةِ الدُّنْیَا

وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنْهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۳﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ

وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْنًا ﴿۴﴾

﴿بارہ نمبر ۱۶ سُورَةُ الْكَافِرَاتِ آیات نمبر ۲ اور ۵﴾

ترجمہ: اب کیا سمجھتے ہیں منکر کہ ٹھہرائیں میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی، ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو کافروں کی مہمانی۔ تو کہہ ہم بتائیں تم کو کون کا کیا ہوا گیا بہت اکارت۔ وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام۔ وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اُسکے ملنے سے سو برباد گیا اُنکا کیا ہوا پھر نہ کھڑی کریں گے ہم اُنکے واسطے قیامت کے دن تول۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار عبدالرحمن کھیران صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئٹہ سے باہر ہونے کے بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ماہ جبین شیران صاحبہ نے مطلع فرمایا ہے کہ نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: بی بی فریدہ صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کے بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ گیس پریشر ہے اور خورد و نوشی میں قلت اور مہنگائی اور امن و امان، تینوں کو ایک ساتھ کر کے اُس پر آپ بات کریں کیونکہ topic زیادہ ہونے کی وجہ سے time زیادہ ہوگا پھر اُس پر قائد ایوان بھی بولے گا۔ جی قائد حزب اختلاف۔ قائد ایوان نہیں آئے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
thank you جناب اسپیکر! ہم appreciate کرتے ہیں کہ کل کے سیشن میں جو مسائل تھے بلوچستان کے اس پر سیر حاصل بحث بھی ہوئی اور گیس کے متعلق particularly آج جو بقیہ تین نکات رہ گئے ہیں۔ حالیہ شدید برفباری اور بارشوں سے پیدا ہونے والے مسائل بلوچستان میں بے پناہ مہنگائی اور اشیائے خورد و نوش کی قلت بلوچستان میں امن و امان کی صورتحال۔ جناب اسپیکر! بارشوں سے، یہ اللہ کی رحمت ہے لوگوں کو بڑے فوائد بھی ملے ہیں کاشتکاروں کو زمینداروں کو بڑے اس کے فوائد ملے ہیں۔ برف باری سے بھی لوگوں کو اس کے فوائد ملیں گے۔ لیکن جو لوگوں کو تکالیف ہوئی ہیں، وہ یقیناً اس ہاؤس میں ذکر کرنے کے بھی قابل ہیں۔ اور جو لوگوں کو مستقبل میں مسائل پیش ہوں گے اُن کے ادراک کے لئے بھی، اگر آج اس ہاؤس سے ایک آپ کی طرف سے ایک ruling

یہاں سے صادر کیا جائے تو آئندہ کے لئے بارشوں سے جو تباہ کاریاں ہوتی ہیں اس کا بروقت علاج بھی ہو سکتا ہے اور اُس کا تدارک کیا جاسکتا ہے۔ ایک تو جناب اسپیکر! PDMA کے نام سے ایک بڑا محکمہ ہے Government کا لیکن اُس کے ساتھ ساتھ اس کے جو District Administration جتنے Officers ہیں، اُن کو بھی اس محکمہ کے ساتھ کام کرنے کیلئے لگایا جاتا ہے۔ بڑا نقصان اس کا یہ ہے جناب اسپیکر! پچھلے سال بارش کی تباہ کاریاں ہوئیں، اعلان ہوا کہ لوگوں کی مدد کی جائے گی۔ ہر طرف سے جو affected لوگ تھے جو متاثرین تھے، اُن کی فہرستیں بنیں اور Ultimate result جناب اسپیکر یہ ہوا کہ یہ ساری فہرستیں جب ہم پوچھتے تھے تو کہتے تھے کہ جی ساری فہرستیں C.M ہاؤس بھیجی گئی ہیں وہاں سے Order ہونے کے بعد پھر اس مسئلے کو حل کیا جائے گا۔ نہ وہ order آج تک ہوا ہے اور نہ ہی لوگوں کو اس سلسلے میں کوئی مدد ملی ہے۔ حالیہ بارشوں میں بھی Main Road پر تو یقیناً، PDMA یا اُس کے ساتھ جو جن ڈسٹرکٹ میں، District Administration تھی Main Road مختلف جگہوں پر کھولے گئے لیکن جناب اسپیکر! جو مختلف کلیوں تک، مختلف آبادیوں تک لنک روڈز تھے وہ آخر تک نہیں کھل سکے حالانکہ کہا یہ جاتا تھا کہ C&W Department, District Administraion پی ڈی ایم اے اور جو بھی resources ہیں وہ استعمال ہو رہے ہیں لیکن اُس کا ان لوگوں کو بلوچستان کے طول و عرض میں کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکا۔ اسی طرح جن لوگوں کے گھر متاثر ہوئے تھے جن لوگوں کے گھر مسمار ہوئے تھے بارشوں میں، اُن کے ساتھ جس طریقے سے اُن کی مدد ہونی چاہیے تھی وہ نہیں ہو سکی۔ ہنہ میں ایک شخص عبدالشکور جو مزدوری کے لیے ٹرک کے ساتھ پنجاب گیا ہوا تھا unfortunately اُس کا گھر بارشوں سے گرا اور اُس کی اہلیہ اور تین بچے شہید ہوئے، لیکن ابھی تک وہ اُسی طرح بے یار و مددگار اور اس طرح طول و عرض میں بہت ساری جگہوں پر ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کہ ایک بہت بڑا محکمہ ہے اور اس میں war footing پر کام کرنا ہوتا ہے، اُس نے ہمیشہ alert رہنا ہوتا ہے، تو ایسی تدبیر ہونی چاہیے کہ آئندہ کے لئے جبکہ اب تو انھوں نے اپنا سٹاف بھی بہت بڑھایا ہے، آئندہ کے لئے PDMA خود ان اقدامات کو یا جہاں بھی کہیں مصیبت ہوتی ہے وہاں پہنچنے کے لیے اپنی Alert Force کو اپنی alert جو لوگ ہیں اُن کو فوری طور پر بھیج دیں اور جو اُن کے پاس جو وسائل ہیں ان کو فوراً استعمال کریں۔ اب وہ District Administration کو کہتے ہیں District Administration کے پاس نہ تو ٹریکٹر ہوتا ہے، نہ dozer ہوتا ہے پھر وہ اُن لوگوں کے پیچھے چلے جاتے ہیں کرائے پر لیتے ہیں، تو اس طرح جو بروقت کام ہونا ہوتا ہے وہ رہ جاتا ہے اور اس طریقے سے تباہ کاریاں لوگوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ جہاں تک جناب اسپیکر! مہنگائی کا تعلق

ہے اب یہ کوئی ڈھکی چکی بات تو نہیں ہے کہ پاکستان کا ہر فرد مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے تمام stakeholders ہیں یا زندگی کا ہر فرد اس بات کو تسلیم بھی کرتا ہے کہ پاکستان میں مہنگائی ہو شرابا ہے اور مہنگائی کی وجہ سے لوگ انتہائی کرب اور اذیت کا شکار ہیں۔ پنجاب اور سندھ میں جناب اسپیکر! روزگار کے مواقع اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ انڈسٹریز ہیں، کارخانے ہیں، وہاں پر اور بھی ایسے ادارے ہیں جہاں ملازمت ملتی ہے لیکن بلوچستان میں جناب اسپیکر! کوئی کارخانہ نہیں ہے کوئی انڈسٹری نہیں ہے یا تو کسی کو سرکاری ملازمت ملے یا کسی کی زمین کا کوئی ٹکڑا ہو، اُس کی آبادی یا پھر پرائیویٹ کسی دکان میں کسی کے ساتھ، cleaner اور driver کسی گھر کا چوکیدار یا پھر دھاڑی لگاتے ہیں اور وہ دیہاڑی جو ہے وہ بھی پورا مہینہ نہیں ہوتا، 2، 3 تو ویسے بھی slack کے ہوتے ہیں اور اُس کے بعد پھر کبھی دیہاڑی ملتی ہے کبھی نہیں ملتی، تو ایسی صورتحال میں بلوچستان کے لوگ، سب سے زیادہ مہنگائی سے متاثر ہیں جو بھی پرائیویٹ کام کرتے ہیں اُن کو ماہانہ زیادہ سے زیادہ 15 ہزار روپے وہ کمالیتے ہیں اب آپ جناب اسپیکر! آپ خود اندازہ لگائیں کہ جس کے چھ، سات بچے ہوں اور 15 ہزار کا ماہانہ آمدن وہ تو صرف آٹے کے اخراجات برداشت نہیں کر سکے گا، وہ تو صرف روٹی پوری نہیں کر سکے گا، اُس کے گھر کے اور جو معاملات ہیں وہ کیسے چلیں گے اور جناب اسپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر ز تعلیم کی بات تو پھر دور چلی جاتی ہے، وہ اپنے بچوں کی صحت کا بھی خیال نہیں رکھ سکتے، اپنے بچوں کے کپڑوں کے لیے پریشان ہوتے ہیں ایسی صورت میں یہ state کی responsibility ہے کہ ریاست میں بسنے والے لوگ لوگ کم از کم معاش کی مصیبتوں سے چھٹکارا پائیں۔ اب جناب اسپیکر! ایک چھوٹی سی بات میں عرض کروں، کہ قومی اسمبلی میں ایک رپورٹ گورنمنٹ کی طرف سے پیش ہوئی جس میں کہا گیا کہ high diesel پر 45 روپے اور پٹرول پر 35 روپے، اس کے علاوہ مٹی کے تیل پر 20 روپے، light diesel پر 14 روپے فی لیٹر surcharge tax وصول کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مستند رپورٹ جو گورنمنٹ کی طرف سے اسمبلی میں پیش کی گئی۔ اب اتنا بوجھ ڈیزل کا بھی عام آدمی پر پڑتا ہے، پٹرول کا بھی عام آدمی پر پڑتا ہے، مٹی کے تیل بھی عام آدمی پر پڑتا ہے، اور Light ڈیزل کا بھی عام آدمی پر پڑتا ہے۔ باقی لاکھوں اشیاء جناب اسپیکر آپ چھوڑ دیں، لاکھوں اور اشیاء ہیں کہ جن پر surcharge بھی لگتا ہے، tax بھی لگتا ہے زیادہ پیسے بھی لگتے ہیں۔ ایسے لاکھوں اشیاء کی پھر جو وہ tax کی مد میں پیسے جمع ہوتے ہیں وہ کتنے کھرب ہوں گے۔ یہ تو بہت بڑا حساب ہوگا۔ میں نے صرف ایک مثال کے طور پر یہ تین چار چیزیں جناب کے سامنے عرض کی ہیں۔ اب ڈیڑھ سال میں جناب اسپیکر ایک اگر دیکھا جائے پاکستان کی 20 کروڑ آبادی میں کم سے کم آپ لے تو ایک کروڑ لیٹر تو دن میں خرچ میں ہوتا ہے۔ ڈیزل کا اسی طرح پٹرول کا، اُس کا اگر آپ اس حساب سے آپ

tax لگائیں تو جناب اسپیکر صرف ڈیزل پر 2 کھرب 43 ارب روپے ٹیکس کے مد میں گورنمنٹ کے خزانے میں آئے ہیں۔ اس ڈیڑھ سال میں اسی طرح 1 کھرب 79 ارب روپے پیڑول کی مد میں، 54 ارب روپے مٹی کے تیل کی مد میں، اور Light ڈیزل کے مد میں 24 ارب۔ اب یہ کھربوں روپے صرف ان 4 چیزوں کے ہیں جو بقیہ لاکھوں اشیاء ہیں جن پر کھربوں روپے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اور گورنمنٹ کے خزانے میں جمع ہوتا ہے۔ borders کا الگ ہے باقی اگر میں گنونا شروع تو یہ اجلاس یہ سارا time لے گا۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں جناب اسپیکر کہ tax کے پیسے اتنے زیادہ ہیں اتنے زیادہ پیسے جمع ہوئے ہیں جس سے IMF کا قرضہ بھی اُتارا جاسکتا ہے۔ World Bank کا قرضہ بھی اُتارا جاسکتا ہے۔ Asian development bank کا اگر کوئی قرضہ ہے تو بھی اُتارا جاسکتا ہے۔ اور باقی جن ملکوں نے ارب دو ارب روپے قسطوں میں دیے ہیں وہ بھی اُتارا جاسکتا ہے۔ اور عام آدمی کو relief مل سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس House سے ایک حکم جناب کے توسط سے صادر ہو کہ جو جو tax وصول کیے گئے ہیں ڈیڑھ سال میں وہ کھربوں کی تعداد میں ہیں اُس سے مہنگائی کیوں بڑھی ہے اور یہ پیسے کئے کہاں ہیں اور یہ پیسے کہاں خرچ ہوتے ہیں۔ ابھی بھی جب حساب ہوتا ہے تو جی فلاح جگہ پر خسارہ ہے فلاح جگہ پر خسارہ ہے۔ یہ جو تین چیزیں جناب کے سامنے میں نے عرض کی یہ تو open ان کا tax ہے اور بقیہ جو ٹیکس ہے وہ بھی کھربوں میں ہیں، تو یہ پیسہ کہاں جاتا ہے؟۔ اور اس ملک کا پیسہ چھپایا کیوں جاتا ہے؟۔ اور عوام کو اس کے بارے میں بتایا کیوں نہیں جاتا۔ اور پھر کیا یہی ہے کہ آپ مہنگائی زیادہ کرے جس طرح باقی ممالک میں ہیں تاکہ لوگوں کا ذہن اپنے بچوں کی کفالت پر رہ جائے یہ ان کو یہ پتہ نہ چلے کہ پاکستان کا وزیر اعظم کون ہے، کسی صوبے کا وزیر اعلیٰ کون ہے، یا پھر وہ تعلیم کی طرف جائے یا کسی اور طرف۔ وہ صرف نان شبینہ کا محتاج رہے اور زندگی ایسے گزارے تاکہ اس پر rule کرنا آسان ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ظلم ہے آپ سے گزارش یہ کروں گا کہ اس سلسلے میں یہاں سے آپ ایک رولنگ دے کہ جو ٹیکس لگے ہیں لاکھوں اشیاء پر اُن کی تفصیل اور وہ پیسے کہاں جاتے ہیں۔ تو اس طریقے سے اور اسی طرح جو اس وقت لوگوں کی زندگی ہے جناب اسپیکر particularly بلوچستان کے عوام کی ایسی صورت میں بلوچستان کے عوام کیا کریں گے۔ پاکستان کے لوگ کیا کریں گے اُس کے منفی اثرات یہ جو غیر قانونی مہنگائی ہے، یہ جو قصداً عائد کی گئی۔ مہنگائی ہے اُس کے side effects ملک میں نظر آرہے ہیں۔ اُس سے چوری میں اضافہ ہوا ہے لوگوں سے سرعام چیزیں snatch کی جاتی ہیں، ڈاکہ زنی میں اضافہ ہوا ہے اور حتیٰ کہ پاکستان جیسے ملک میں عربت کے ہاتھوں لاچار لوگوں نے خودکشی بھی شروع کی ہیں۔ اور ایسی صورت میں ہم اگر معاشرے کو دلدل کی طرف لے جائیں جرائم کی طرف لے جائیں تو اُس میں ہمارا یقیناً ایک فرض بنتا ہے۔ کہ اس

سلسلے میں ہم وہ اقدام کرے، جس سے ایک صالح اور فلاحی معاشرہ قائم ہو۔ تو ایسی صورت میں اس کا امکان بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم ایک صالح اور فلاحی معاشرہ پاسکیں۔ تو ایسی صورتحال میں ابھی جو utility stores ہیں اس کے بھی ہم آپ کے توسط سے اسکی بھرپور مذمت بھی کرتے ہیں کہ sixtees میں کبھی راشن کا ایک سلسلہ چلتا تھا یا پھر انگریزوں کی حکمرانی کے دوران لیکن ایک آزاد پاکستان میں utility stores میں ایک آدمی جائے مزدوری کرے، جائے ریڑی چلائے، جائے دوکان کھولے یا line میں لگ کر سارہ دن ایک دو کلو چینی کے لیے کھڑا رہے۔ یہ ظلم ہے اس معاشرے کے ساتھ یہ ظلم ہے اس قوم کے ساتھ اور اسی طرح راشن والا system جو ہے اس میں بھی اسی قسم کا ظلم ہے جو اس سے پہلے ظالم ruler پاکستان پر روا رکھتے تھے۔ اُن کو کھینچ کھانچ کے مفجوع کر کے جس کے گھر میں 10 کلو کی ضرورت ہوتی تھی وہاں ایک کلو، دو کلو تو اس طریقے سے ساری زندگی لوگوں کی مشکلات میں رہتی تھی۔ اسی لیے یہ جو راشن کے ذریعے یا پھر utility stores کے ذریعے لوگوں کو چیزیں دیں جاتی ہیں اس کا میں گزارش کروں گا کہ ہمارا یہ House اس کی بھرپور مذمت بھی کرے اور open market میں جتنا مہنگائی کا سدباب ہو سکتا ہے وہ کرے، اشیاء وہ چیزیں ہیں جس سے لوگوں کی زندگیاں متعلق ہیں کم از کم وہ چیزیں فوری طور پر سستی کی جائیں تاکہ غریب آدمی اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے۔ جہاں تک جناب اسپیکر امن وامان کا تعلق ہے، امن و امان تو ابھی ان حالات سے جب ملک میں rule of law نہیں ہوگا، جب ملک میں ہر وہ شخص جو بددیانتی کرے گا، وہ protection پائے گا۔ جو معاشرے میں جھوٹے دعوے کرے گا اُس کو پزیرائی ہوگی۔ تو اس طریقے سے تو امن وامان کے مسائل بڑھتے جائیں گے۔ اور جب یہ ہوگا کہ قانون سب کے لیے ایک ہوگا۔ کرپشن روکنے کے اسباب زمینی حقائق کے بنیاد پر لوگوں کے سامنے ہونگے۔ جرائم پیشہ لوگوں کا سدباب ہوگا تو پھر امن وامان کے مسائل جو ہیں وہ رُک سکتے ہیں۔ ایک آدمی ہے سفید پوش ہے باعزت قبائلی ہے وہ اپنی گاڑی میں آ رہا ہے اُس کے پیچھے ایک گاڑی آتی ہے جس میں بد معاش کلاشنکوف لیے اُس کے سامنے رُک جاتے ہیں اب اُس کو اٹھا کے اغواء بھی کر لیتے ہیں اور پھر ڈیمانڈ کروڑ ہاروپے کی ڈیمانڈ ہوتی ہے، یہ کیسے ہوتا ہے۔ یہ لوگ چھ مہینے کے بعد اٹھ مہینے کے بعد یہ release ہو جاتے ہیں، پیسے دے کر کے یہ کیسے release ہوتے ہیں۔ اسی علاقے میں رہتے ہیں اگر بلوچستان سے اغواء ہوتے ہیں تو بلوچستان میں رکھے جاتے ہیں۔ کیا اُن کے ٹھکانوں کا مسمار کرنا ضروری نہیں ہے جہاں بے گناہ لوگوں کو، جہاں معصوم شہریوں کو، جہاں اُن لوگوں کو جنہوں نے شرافت سے مزدوری کر کے اپنے بچوں کے لیے کوئی اثاثہ جمع کیا اُس کو اغواء کر کے اُس سے کروڑوں روپے کی ڈیمانڈ کیا جاتا ہے۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کا تب سدباب ہوگا کہ جو جو ٹھکانے، جن جن لوگوں کے ہیں جو لوگوں کو اس قسم کی تکالیف دیتے ہیں یہ

سارے ٹھکانے مسمار کیے جائے۔ اور ساتھ ہی جناب اسپیکر اب ہمارے معاشرے میں اونچ نیچ کا جو سلسلہ ہے یہ بھی امن وامان کے سلسلے میں بڑی رکاوٹ ہیں۔ کچھ لوگوں کے پاس تو بندوق بردار درجنوں میں ہوتے ہیں اسی حیثیت کا شہری، اسی حیثیت کا معزز فرد معاشرے کا اگر وہ بغیر کسی اسلحہ کے چلتا ہے تو وہ چل نہیں سکتا۔ اب یہ ضرورت پڑ جاتی ہے۔ کہ پھر ہر آدمی اپنے تحفظ کے لیے کوئی نہ کوئی ذریعہ ڈھونڈتا ہے۔ تو میری گزارش ہوگی کہ بلوچستان میں دیر پانچا دوں پر امن وامان پر قابو پانے کے لیے یکساں قانون نافذ کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ لوگوں کے پاس تو درجنوں بندوقیں ہوں، درجنوں گاڑیاں اُس کے پیچھے ہو اور ایک طرف اسی status کا آدمی اکیلے گاڑی میں جائے اور اُس کو اپنی جان کا خطرہ 24 گھنٹے رہے۔ تو اگر ایک طرف سے ہوگا، ایک طریقے کا treatment ہوگا تو یہ جو بد امنی ہوتی ہے اُس میں بھی کافی حصے تک کافی حد تک اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ وہ بنیادیں رکھیں جس کی روز بروز افادیت ہو۔ یہاں یہ چیزیں نہیں ہے افادیت جو معاشرے کو دن بدن اُس کو اپنی ترقی اور جو امن وامان پر قابو یا اُن کو جان و مال کے تحفظ کا احساس ہو اُس کے لیے قانون کو یکساں رکھا جائے اور جو لوگ زور آور جبر کے بل بوتے پر اور یہاں بد قسمتی سے پھر حکمرانی بھی اسی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اور اپنے جو کرپشن ہے وہ بھی اسی حوالے سے ہوتا ہے تو اس قسم کے جو معاملات ہونگے تو ظاہر ہے یہ پورا معاشرہ جو ہے وہ اُس کو امن وامان کا مسئلہ ہوگا۔ جناب اسپیکر صاحب میں ایک دفعہ پھر یہ گزارش کروں گا کہ یہاں سے ان معاملات پر ایک message اور ایک رولنگ آجائے تاکہ آئندہ کے لیے ہم ان بنیادوں کو دور کرنے کے لیے ایک بنیاد بنے۔ thank you very much۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! اگر منسٹر نہیں ہیں تو Home Secretary کو اور I.G کو یا D.I.G کو، کوئی یہاں پر امن وامان اور اُس کے PDMA کے حوالے سے لوگ یہاں پر بیٹھیں اور چیزوں کو نوٹ کریں۔ جی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکر یہ جناب اسپیکر! گو کہ اجلاس ہمارا requisitioned ہے، دو تین اہم موضوعات ہیں۔ اور آپ نے بجا فرمایا کہ سیکرٹری صاحبان بالخصوص اس وقت جو ہمارا منسلک ہمارا یہاں آج کا ایجنڈا ہے، اُس سے متعلق ہمیں بہت کم نظر آتے ہیں۔ جو آئے ہیں، اُن کا مہربانی اور جو نہیں آئے ہیں براہ مہربانی آپ ذرا دیکھ لیں۔ sir میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔ باقی معاملات پر دوست بات کریں گے۔ آج صبح کے اخبارات نے اٹھا کر کے دیکھے ہوں۔ ایک ہم خبر اُس میں آئی ہے ”کہ ریکوڈک کے سونے سے قرضے اتاریں گے“۔ یعنی غریب بلوچستان کا جو بھی وسیلہ ہوتا ہے وہ وسیلہ ہمیشہ اسلام آباد کے حاکموں کو، وہاں کی اشرافیہ کو، وہاں کے طاقتور طبقوں کو یہ نظر آتا ہے کہ ساری زندگی 70 سال تک پاکستان کے جناب والا! اس وقت قرضے 35 trillion۔ یعنی 35 ہزار ارب روپے کے قریب ہیں پاکستان کے قرضے۔ اُس میں پاکستان کا

جو اندرونی قرضہ ہے اور بیرونی قرضہ ہے۔ بیرونی قرضہ ایک سو پانچ بلین کا ہے۔ ایک سو پانچ بلین سے مراد جناب والا! 16 ہزار 2 سو 75 ارب روپے پاکستان بیرونی ملک دنیا کا قرضدار ہے۔ IMF، World Bank کا، چائنا کا، سوئس کنسورشیم کا، اور groups کا۔ اور جو ریکوڈک ہے جناب والا! اُس کی worth 500 billion ہے۔ یعنی 77 ہزار 5 سو ارب روپے۔ اگر آپ ریکوڈک دے دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے تو اپنے 35 ہزار جو ارب کے قرضے ہیں وہ اندرونی اور بیرونی آپ اپنے ختم کر دیں گے یا باقی۔ یہ جناب والا! constitution کی violation ہے۔ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ آئین میں یہ اٹھارویں ترمیم کے بعد بالخصوص یہ provision ہے کہ قدرتی وسائل پر اختیار صوبوں کا ہے۔ اب یہ صوبوں کی مرضی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہیں یا پراونشل گورنمنٹ کی طرف سے ہیں؟ وہ اکیلے فیصلہ نہیں کر سکتا ہے provincial government کو ساتھ لیکر ہی چلنا پڑے گا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں sir اس پر آ رہا ہوں کہ عمران خان صاحب نے یہ دوسری دفعہ کا اس طرح کا بیان آرہا ہے۔ Prime Minister of Pakistan ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے ابھی اس پر adjournment motion جمع کروادی ہے اگلے اجلاس کے لیے۔ یقیناً یہ اجلاس requisite ہے۔ اس کا ایک ایجنڈا ہے۔ لیکن میں صرف اس اسمبلی کے توسط سے، ہم تمام اپوزیشن کی توسط سے۔ اور مجھے امید ہے اس میں شاید حکومت کے تمام اراکین کے ممبر بھی شاید ہمارا ساتھ دیں۔ کہ آئین کے، constitution کے آرٹیکل 172 کے 3 کے تحت sub session 123 کے تحت، 158 کے تحت اور آئینی گارنٹیوں کے تحت اٹھارویں ترمیم کے بعد قدرتی وسائل پر even بات کرنا کا اختیار بھی وفاقی حکومت کو نہیں ہے۔ گجا کہ وہ یہ بیٹھ کے کہیں ”کہ ہم بلوچستان کا سونا آپ کو دے دیں گے، قرض اُتاریں گے، بلوچستان کی چاندی دے دیں گے“۔ کل بلوچستان کے انسان آپ سچ دیں۔ آپ نے ہماری ساری چیزیں اسی طرح۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے مناسب نہیں ہے۔ عدالتوں کے فیصلے آج یہاں پر بحث نہیں ہو سکتے۔ لیکن ایک معزز جج کا اسلام آباد کا ایک بیان آیا ہے ”کہ اگر China سے کرونا وائرس کے متاثرین کو لایا جاتا ہے تو اُن کو گوادریں آباد کیا جائے“۔ مطلب بلوچستان یتیم خانہ ہے۔ اور بلوچستان کے مال کو وہ کیا کہتے ہیں مالِ مُفت دلِ بے رحم کر کے، سمجھ کے، سونا، تانبا، چاندی، گیس، سمندر، جو بھی آتا ہے اُس پر کوئی اسلام آباد ہمیشہ کسی foreign companies کے ساتھ بیٹھ کر بات کرتا ہے ”کہ قرضے دو۔ ہم سونا دیں گے آپ کو، چاندی دیں گے“۔ یہ اس اسمبلی کا mandate ہے۔ ہم اس اسمبلی کے توسط سے اسلام آباد میں چاہے وہ ہمارے اتحادی ہیں، حکمران ہیں، اشرافیہ ہیں، اُن کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں اور دنیا کے تمام

اُن اداروں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں سونا، تانبا، چاندی جو ہے وہ مالِ مُفت نہیں ہیں کہ اسلام آباد میں بیٹھے کوئی اُس کو اُس کے قرضے کے لیے دے دیں یا اُس کو بیچ دیں۔ یہ یہاں کی ملکیت ہے، یہ اسمبلی فیصلہ کریگا کہ بلوچستان کے سونے سے یہاں کی غربت کا خاتمہ ہوگا۔ بلوچستان کے سونے سے یہاں پر تعلیم کے بہتری کے لیے منصوبے ہوں گے۔ بلوچستان کے سونے اور چاندی سے یہاں پر صحت کا نظام بہتر ہوگا۔ بلوچستان کے سونے اور چاندی سے یہاں کے 18 لاکھ پیروزگاروں کو روزگار دیا جائے گا۔ یہاں کے سونے اور تانبا سے بلوچستان کے لوگوں کو خوشحالی اور خوش بختی دی جائے گی۔ بلوچستان کا سونا اور چاندی اُن قرضوں کے لیے نہیں ہے جو قرضے باقی صوبوں میں لگیں اور جب آپکو debt servicing کرنی پڑ رہی ہے۔ قرضے واپس دینے پڑ رہے ہیں تو آپ کو بلوچستان کے پہاڑ اور اُسکے سونے نظر آرہے ہیں۔ اس اسمبلی کی توسط سے جناب والا! آپ کی یہ بات رولنگ کے ذریعے سے ہمارے صوبائی حکومت کے کچھ اراکین دوست بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بھی شاید ہمارے ساتھ اس بات سے متفق ہوں اور یہ message جانا چاہئے کہ آئندہ بلوچستان کے وسائل کے حوالے سے وفاقی حکومت غیر ذمہ دارانہ بیان دینے سے گریز کریں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی اسد بلوچ صاحب اُس کا mic on کر کے۔ جی۔
میر اسد اللہ بلوچ (وزیر سماجی بہبود): شکریہ اسپیکر صاحب! یہ مائیک تو کام نہیں کر رہا ہے۔ کل بھی آپ کو یہ بتایا تھا۔ میں نے تو on کیا ہے اس کو۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں آپ اس کے لیے چندہ شروع کر دیں۔
وزیر محکمہ سماجی بہبود: آہستہ آہستہ ہوگا پھر۔ یہ جناب اسپیکر صاحب! جو نئے صاحب نے جو بات کی ہے بہت اہم ہے۔ ظاہر ہے بلوچستان کی ہزاروں سالوں سے، لاکھ سالوں سے دفن یہ جو ہمارے معدنی وسائل ہیں۔ یہ یہاں کے رہنے والے باسیوں کے، یہاں کے عوام کے ہیں۔ ہم اس ملک میں رہتے ہیں۔ اس ملک کا آئین ہے اور آئین میں ہمیں یہ حقوق دیئے گئے ہیں اٹھارویں ترمیم میں ہمیں بہت سی چیزیں، حقوق دیئے گئے ہیں۔ لیکن یہاں ہم جتنی بھی تقریر کریں ایک منظم طریقے سے اگر ہم اس کیس کو لیکر آگے بڑھیں تو انشاء اللہ اُس کی result آئیں گے۔ اور treasury یقیناً بلوچستان سے ہے، اپوزیشن ہے۔ کچھ چیزیں قدر مشترکہ ہیں۔ نہ اپوزیشن کے ہیں، نہ treasury کے ہیں۔ ان کو ساتھ لیکر آگے بڑھیں۔ لیکن ایک اہم چیز جو نئے نے اس کو point out کیا ہے۔ وفاق میں اُن کے چار پانچ MNA ہیں۔ اور یہ وہاں اتحادی ہیں۔ اگر یہ قرارداد وہاں یہ ان کے پارٹی کے لوگ اُس نیشنل اسمبلی میں اگر پیش کریں تو اُس کی بہت بڑی اہمیت ہوگی۔ وہ بین الاقوامی طور پر highlight ہوگا۔ اور

یہاں ہماری جو کچھ ذمہ داری ہے ہم یہاں سے کریں گے۔ لیکن وہاں سینیٹ میں بھی یہ اس پر بحث ہوں اور نیشنل اسمبلی میں بھی اُن کے سینیٹ میں بھی بندے ہیں۔ صرف یہاں ہم محدود ہو کے، ہم اس کے دائرہ کو تھوڑا وسیع کریں۔ انشاء اللہ ایسے بلوچستان کے جو بھی مسائل جو بھی مسائل ہوں گے اور اُن کو ساتھ لیکر اپوزیشن کے ساتھ لیکر آگے بڑھیں گے۔ ہم اُن کے ساتھ ہیں۔ یہ مثبت چیزیں ہیں۔ انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ میرا سدا صاحب۔ جی ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: sir میں مشکور ہوں اسدا صاحب کا اور اُن کی حمایت کا۔ یہاں پر جب ہم نے ریکوڈک اور سینڈک کے حوالے سے اور سی پیک کے حوالے سے ایک debate اور 2018 discussion کے اواخر میں، جب ہم نے حلف لیا تو اُس کے بعد اسکو initiate کیا۔ یہاں پر ایک بہت ہی important-committee بنی۔ وہ کمیٹی آج تک active نہیں ہوئی۔ ایک اجلاس ہوا اور اُس کے بعد اجلاس نہیں ہوا۔ یہ صوبائی اسمبلی کے سیکرٹریٹ کی ذمہ داری ہے۔ جو کمیٹیاں صوبائی اسمبلی بناتی ہے، اُس میں آپ کو حکومت کی رضامندی کی ضرورت نہیں ہوتی بار بار۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم ہر چیز کے بار میں جب صوبائی اسمبلی کے سیکرٹریٹ میں جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: کتنے meetings ہوئی ہیں اس پر؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: اُس کا اجلاس جو ہے آنے والے ہفتے میں بلا لیں، تاکہ۔

جناب اسپیکر: جی کتنی meetings ہوئی ہیں اس پر؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: ایک meeting اُسکی ہوئی جناب والا۔ اُس کے بعد وہ اُس میٹنگ میں چیئرمین کا تعین نہیں ہو سکا۔ وہ resolutions ہم نے move کر لی۔ وہ amendments ہم نے move کر لی۔ جس طرح اسدا صاحب نے فرمایا کہ جی ایک proper forum کے ذریعے سے ہم جائیں۔ دوسری بات ہے، یقیناً ہم ایک اتحادی کی حیثیت سے سردار اختر مینگل صاحب کی قیادت میں بلوچستان نیشنل پارٹی وہاں پر بہت ہی وہ کیا کہتے ہیں کہ منظم اور متحد انداز میں بلوچستان کا کیس لڑ رہی ہے۔ لاپتہ افراد کے حوالے سے ہو۔ بلوچستان کے قدرتی وسائل کے حوالے سے ہو، بلوچستان کی تعمیر و ترقی کے حوالے سے ہو۔ انشاء اللہ۔ آج یہ خبر آئی ہے۔ ہم نے یہ protest اپنا یہاں پر launch کیا ہے۔ کیونکہ یہ بلوچستان اسمبلی کا matter ہے۔ بالکل وفاق میں ہم اپنا احتجاج، قومی اسمبلی میں، سینیٹ میں اور higher-forum پر بھی کروائیں گے کہ بلوچستان کے ساتھ یہ مذاق نہیں کریں۔ کیونکہ اس طرح کے مذاق کے باعث بلوچستان میں شورش پیدا ہوئی۔ حالات خراب ہو

ئے۔ بلوچستان میں نوجوانوں میں محرومیاں اور مایوسیاں پیدا ہوئیں۔ تو اب حکومت کو سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ آئینی معاملات پر اس طرح جو ہے عام forum پر، مجلسوں میں بلوچستان کے سونے اور چاندی کا جو ہے وہ کاروبار یا بھاؤ، وہ اس طرح کے بڑے بڑے تقریروں میں نہیں ہونی چاہئے۔ یہ national matters ہے ان کو nationally جو ہے consultative process کے تحت consultation کے تحت Stakeholders engagement کے تحت اُن کو ہونا چاہئے۔ اس طرح کسی اخباری بیان کے ذریعے سے یا کسی meeting میں نہیں ہونی چاہئے۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ جی ملک نصیر صاحب! جی۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر treasury benches ہے یا اپوزیشن ہے چار چار آدمی گورنمنٹ نے دیئے ہیں۔

جناب اسپیکر: کیا دیئے ہیں؟

جناب قائد حزب اختلاف: چار gunman دیئے ہیں MPAs کو اب اُن کی تنخوائیں کبھی پانچ مہینے کے بعد کبھی چار مہینے کے بعد ملتا ہے۔

جناب اسپیکر: پہلے امن امان لوگوں کے امن امان پر بات کریں اُس پر میرا خیال ہے بعد میں بات کریں۔ یہ اچھا نہیں لگتا ہے personal چیزوں کو اس کو personally discuss کرتے ہیں۔ میں اُس پر personally بات کر لیتا ہوں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ general public issues پر بات کریں۔ جی ملک نصیر صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکر یہ جناب اسپیکر! آج کے ایجنڈے میں جو باقاعدہ میرے خیال میں اس کی ابتداء ملک صاحب نے کی ہے تین نکات شامل ہیں حالیہ شدید برف باری اور بارشوں سے پیدا ہونے والے مسائل، بلوچستان میں بے پناہ مہنگائی اور اشیائے خورد و نوش کی قلت اور امن امان کا صورتحال۔ جناب اسپیکر صاحب میں کوشش کروں گا۔ کہ کیونکہ تینوں شاید مشترکہ ایجنڈا ہے اور تینوں پر بیک وقت بات کرنی ہے۔ میری زیادہ کوشش ہوگی کہ میں حالیہ بارش اور برف باری سے جو ہونے والے نقصانات ہیں اُن پر بات کروں۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان میں گزشتہ کئی عرصے سے خشک سالی کی ایک طویل لہر چلی آرہی تھی۔ میرے خیال میں 1998ء سے لیکر 2006ء تک ایک لہر چلی پھر اُس کے بعد کچھ عرصہ تک بارشیں ہوتی رہی۔ لیکن موسم کے مطابق نہیں ہوئی اور بہت کم بارشیں ہوئیں۔ بلوچستان کے ایسے بہت سارے علاقے کے میرے خیال میں جو 32 اضلاع ہیں اُن میں سے

26 اضلاع جو آفت زدہ قرار دیئے گئے اور ان بارشیں کی حالیہ لہر آئی ہے اُس وقت جو خشک سالی کی لہر آئی تھی بلوچستان میں اُس سے بھی بلوچستان کی جو مالداری تھی جو زمینداری تھی اُس میں مالداروں کو بھی اربوں روپے کا نقصانات ہوئے تھے۔ اور میرے خیال میں 86 لاکھ درخت جو ہیں زمیندار نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے اپنے درخت نکالے۔ کہا یہ جارہا تھا کہ شاید ہم نے اتنی درخت نکالیں ہیں اور پانی اتنا ضائع ہو چکا ہے کہ آنے والے شاید آٹھ، دس سالوں کے بعد بلوچستان کے اکثر اضلاع جو ہیں یہاں سے کوچ کر چلے جائیں گے۔ اور ماحولیاتی جو تبدیلی ہے اُس کا بڑا effect بلوچستان کے ان 26 اضلاع پر پڑے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اپنی قدرت ہے کہ جب وہ سائیکل چلتا ہے تو پھر بارشوں کا ایک سلسلہ اب خصوصاً پچھلے سال بارشوں اور برف باری کا ایک چھوٹا سا سلسلہ شروع ہوا۔ اور اس سال اللہ کی ایک بڑی مہربانی ہے کہ موجود بارشیں اور برف باری جو ہے بالکل موسم کے مطابق ہو رہی ہے۔ ایسے موسم میں تو وہ خشک جات جو بلوچستان میں کئی عرصے سے ہوا کرتا تھا۔ ہمارے کوئٹہ سے منسلک علاقے دشت آباد ہوا کرتا تھا۔ اور آج دوبارہ وہ تمام علاقے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آباد اور سرسبز ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! بارشیں اور برف باری جو ہے اللہ کی نعمت ہے لیکن جہاں پر حکومتیں ہوتی ہیں، جہاں پر ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے آج کل science اور technology نے اتنی ترقی کی ہے۔ کہ ہم ایک سال پہلے کہہ چکے تھے کہ اگلے سال برف باری کا ایک بہت بڑا لہر ہوگا بارشیں زیادہ ہوگی یہ یہ اضلاع میں بارشیں ہونی ہیں اور یہ تمام چیزیں جو ہے ہم net بتا دیتی ہے۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ حکومتیں وقت سے پہلے ان تمام چیزوں کا اہتمام کرتی ہے کہ اگر اس قسم کی کہیں پر بارش ہو، یا برف باری ہو، اُس میں سے کم از کم نقصانات لوگوں کا کم از کم ہو، اور آگاہی مہم شروع کی جاتی ہے عوام کو بتایا جاتا کہ کن کن علاقوں میں برف باری ہو رہی ہے۔ اُن علاقوں میں سفر نہ کریں یا اُن کو روکا جاتا ہے لیکن بلوچستان میں جو برف باری ایک بڑے عرصے کے بعد ایک اچھی برف باری ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ لیکن ہمارے عوام کے لیے جناب اسپیکر صاحب یہ ایک زحمت بن گئی۔ اور خاص کر آپ نے دیکھا کہ کان مہتر زنی کے مقام پر جو سیٹنگزوں گاڑیاں پھنس رہی اور ایک بندہ جو اُس علاقے سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس نے کوشش کی میرے خیال میں سو سے زیادہ لوگوں جو ہے وہاں سے نکلا اپنے گھر لایا۔ ہماری پوری حکومت ہماری پوری مشینری جو ہے میرے خیال میں وہ تیسرے دن تک بھی اُس علاقے میں نہیں پہنچ سکی۔ اور آپ نے دیکھا کہ بہت سارے لوگوں کا جو ہے اُس موقع پر جو ہے اموات بھی ہوئیں۔ خصوصاً میں جس حلقے سے تعلق رکھتا ہوں، کوئٹہ کے مضافات اور گردنواح کے علاقے ہیں۔ جس میں سریاب ہے، ہنڈاؤرک ہے، سراغڑگئی ہے، زَرُو ہے، مارواڑ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب آج بھی اگر اُن علاقوں کو دیکھا جائے یہاں پر ہماری حکومت نے راستے بھی نہیں کھولے ہیں۔ پہلے تو برف باری سے راستے بند تھے اب جو پانی

بہہ رہا ہے وہ شہروں میں نالیوں میں پانی بہہ رہا ہے جو راستے میں رکاوٹیں ہیں۔ میرے خیال میں جب میں نے صوبائی حکومت کے MD جو ہمارے PDMA ہے اُس سے میں نے رابطہ کیا کہ ہنہ اوڈک، زڑاخوہ، سراغٹگئی، اور سریاب زڑخوہ کی طرف راستے بند ہیں ہمیں کوئی grader کا انتظام کر کے دیں۔ تو اُس نے بالکل کہا کہ اس کا بندوبست جو ہے DC کو دیا ہے جب میں نے DC سے رابطہ کیا۔ جناب اسپیکر صاحب تو DC نے کہا کہ آپ خود ٹریکٹر کا بندوبست کر کے ان علاقوں میں چلائیں ہم آپ کو payment کریں گے۔ اگر پورے کوئٹہ پورے بلوچستان میں آپ کی Metropolitan کے اندر ایک grader تھا میرے خیال میں جب میں نے اُن سے رابطہ کیا۔ کہ لوگ پھنسے ہوئے ہیں راستے بند ہیں دوڑ نہیں یہ کوئٹہ شہر سے تقریباً 8 کلومیٹر کے مقام پر ہے میاں غنڈی، ہزار گنجی میرے خیال میں 10 دن تک یہاں پر لوگ پھنسے رہے۔ اور آپ کو وہ تصویریں میرے خیال اخبارت میں دیکھ چکے ہوں گے کہ لوگوں نے اپنے مدد آپ ٹریکٹر لیکر راستوں کو صاف کئے۔ ڈپٹی کمشنر کوئٹہ کا شکر یہ کہ اُس نے کوشش کی کہ کچھ علاقوں کو کھولا جائے۔ لیکن اُن کے ساتھ مشینری جو ہے میرے خیال کوئی ایک ٹریکٹر بھی نہیں تھا۔ صرف اُن کو کہا گیا تھا کہ راستوں کو جو ہے آپ وہ کریں۔ اور ہنہ کے مقام پر ایک چھت گرنے سے جس طرح ملک صاحب نے کہا کہ ایک ہی گھر میں جو ہے ایک ماں اُس کی دو بچیاں اور بچہ جو ہے وہ عبدالشکور نامی کے گھر میں وہ وہاں پر گھر میں وہ شہید ہوئے۔ بد قسمتی یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے آج تک کوئی نمائندہ ہے چاہے وہ بیورو کریسی کا نمائندہ ہو یا عوامی نمائندہ ہو اُن کے گھر وہاں تک کے نہیں پہنچے۔ وہاں پہ کسی نے فاتحہ خوانی تک نہیں کی۔ ان علاقوں میں جناب اسپیکر صاحب لوگوں کے دیواریں، لوگوں کی چھتیں، لوگوں کے راستے بہہ گئے ہیں۔ یہاں پہ کروڑوں روپے نہیں بلکہ اربوں روپے کا نقصانات ہو چکے ہیں۔ لیکن آج تک کسی علاقے میں simple survey تک نہیں کیا ہے۔ کل اُن کے نقصانات کا ازالہ تو اپنی جگہ لیکن آج بھی اگر آپ اپنا District کوئٹہ کی رپورٹ لے لیں۔ کہ آپ ہمیں رپورٹ دے دیں کہ ان علاقوں میں کتنے نقصانات ہوئے ہیں۔ تو میرے خیال میں کوئی پٹواری بھی آج تک علاقوں میں نہیں گیا ہے۔ لیکن بحیثیت ایک عوامی نمائندہ ہم نے بار بار اُن کو مطالعہ کیا ہے میرے حلقے میں جو PDMA ہے میں آج اس فلور پہ admit کرتا ہوں کہ PDMA نے میرے خیال میں 100 لوگوں کو جو ہے یا 110 لوگ ہیں۔ جن کو انہوں نے ایک سادہ چٹائی، ایک کمبل، ایک بالٹی اُس کے ساتھ تھا۔ ایک اور کوئی چوتھا چیز تھا۔ یہ مدد جو ہے ہماری صوبائی حکومت نے کی ہے۔ آپ اگر PDMA کی مثال لے لیں یا اُسکی وہاں سے ریکارڈ نکالا جائے۔ تو میرے خیال میں آج اُس میں اربوں روپے خرچ کیے ہیں۔ اس کوئٹہ قریب کی مثال میں آپ کو دیتا ہوں۔ کہ 100 سے زیادہ لوگوں کے گھروں تک نہیں پہنچ سکے اور اُنکی طرف سے کوئی راشن کا بندوبست ایک

گھر میں بھی کسی کوراشن نہیں ملا۔ لوگ دس دس دن پندرہ پندرہ دن اپنے گھروں میں محصور ہے جناب اسپیکر صاحب۔ اس کے علاوہ جو ہے آج کے اس ایجنڈے میں جو شامل خاص کرا من و امان کی باتیں جو ہو رہی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ امن و امان کی مثال کل اپوزیشن کے requisition پہ جو اجلاس شروع ہوا۔ اُس پہ پورا ایک حکومتی میرے دوست اصغر خان اچکزئی کھڑے ہو کر جو چمن میں امن و امان کے متعلق باتیں شروع کیا۔ کہ لوگ یہاں پہ اس طرح اغواء ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اُن کو اُٹھایا جاتا ہے اور اس طرح جو ہے اُن سے تاوان لے کے اور اُن کو واپس کیا جاتا ہے۔ آج بھی چمن کے شاہراہ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ بند ہے اور یہ سلسلہ گزشتہ کئی عرصے سے جاری ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب اُن حکومتی نمائندوں سے کہ آپ حکومت کا حصہ بھی ہے۔ آپ وزیر بھی ہیں آپ کا بنیے میں بیٹھ کر فیصلے بھی کرتے ہیں۔ آپ خود جب اتنے پریشان ہیں کہ آپ خود کہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: میرا سدا صاحب! گورنمنٹ کے نمائندے آپ لوگ ہیں تھوڑا امن و امان کے حوالے سے، دو منسٹرز ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اُن سے گلہ نہیں کچھ ہمارے کچھ لیکن گورنمنٹ۔

جناب اسپیکر: ویسے تو گورنمنٹ کے coalition میں ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ ہے یہاں پہ نہ امن و امان والے ادارے ہیں۔ آپ نے بھی رولنگ دی بلایا یہ صوبہ اور اسکی قسمت میں یہی کچھ لکھا ہوا ہے۔ ہم بیٹھ کر ایک دوسرے کو کوستے ہیں ملتا کسی کو کچھ نہیں بس آپس کی ایک لڑائی جاری ہے جناب اسپیکر صاحب امن و امان پہ بات ہو رہی اور پھر بلوچستان کے امن و امان پر اُس بلوچستان بد قسمت صوبے کے امن و امان پر جس پر چالیس ارب روپے زیادہ امن و امان پر خرچ کیا گیا۔ جو ہماری اپنی بجٹ سے جو ہمارے بلوچستان کی جو ترقیاتی بجٹ ہے۔ اُس سے زیادہ کئی فنڈ اُس سے امن و امان کے سنے کیلئے کوئی امن و امان کوئی ادارہ ہے کوئی وزیر کوئی بیورو کریسی۔

جناب اسپیکر: ماشاء اللہ دو وزیر بھی ہیں۔ اور main coalition میں بھی ہیں۔ تو دو کافی ہیں ہمارے، کورم۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب اُس کی مہربانی کہ وہ پھر بھی احساس رکھتے ہیں کہ کورم رہے۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب کہ وہ امن و امان جس پر ہم آج بحث کرنے جا رہے ہیں خود ہمیں شرم آرہی ہے کہ ہم اُس امن و امان کے بارے میں کیا بات کرے جس حکومتی coalition partner نے اُٹھ کر کل امن و امان پر point of order پر بات کیا۔ اصغر خان اچکزئی اُٹھ کر جب point of order پر بات کیا۔ آپ نے کہا کہ اس امن و امان کا ایجنڈا ہمارے ایجنڈے میں شامل ہے۔ کل اس پہ بات ہوگی۔ لیکن اُس کو اتنی جلدی تھی

اُس نے اپنی باتیں اس لئے مکمل کی کہ وہاں روڈ بند تھا۔ آج اُس کو امن و امان سے کوئی واسطہ نہیں جناب اسپیکر صاحب اور مجھے بھی شرم آتی ہے کہ امن و امان پر بات کروں اور سننے والا کوئی نہیں ہے۔ تو میں اسی پہ انا اللہ الہ وانا علیہ راجعون کہہ کر بیٹھنا چاہتا ہوں بہت شکر یہ مہربانی۔

جناب اسپیکر: سن لے۔ شکلیہ نوید صاحبہ۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: Thank You So Much جناب اسپیکر جیسا کہ ہمارے تین پوائنٹس پر آج آپ نے کہا اس کو ہم کلب کرتے ہیں۔ تو اس پہلے کیوں کہ میرے سینئر ساتھیوں نے کافی اس پہ بات کی تو میں یہاں تھوڑا سا یہاں حالیہ جو بارشیں ہوئیں۔ اس کے حوالے سے جناب اسپیکر آپ کو update کر دوں۔ کہ PDMA دعویٰ کرتی ہے کہ ہم نے کام کیا ہے۔ میں اس پر گلہ میں وزیر PDMA سے نہیں کرتی میرا گلہ DG سے ہے کیوں کہ جب مجھے مستونگ اور قلات کے کچھ علاقوں سے calls آئیں کہ ہمارے پاس ریلیف کا سامان نہیں پہنچا اور ہمیں گورنمنٹ نے facilitate نہیں کیا۔ DC کے پاس بھی گئے انہوں نے facilitate نہیں کیا تو میں یہ منسٹر صاحب کے پاس انہوں نے فردا وہی سے Call کر کے DG کو کہا کہ آپ جا کے Madam آئیں گی تو آپ facilitate کریں۔ شاید DG صاحب شاہد seats رہتی ہیں۔ لیکن یہاں جو ہے نہ منسٹر صاحب وہاں DG صاحب لگے کیوں کہ شاید میں reserve پر ہوں وہ respond اس طرح سے مجھے کر نہیں رہے تھے خاتون ہونے کی حیثیت سے اُن کے پہلی اُن کے پہلی الفاظ یہی تھی محترمہ ہمارے پاس راشن نہیں ہے، ہمارے پاس جو چیزیں ہیں، وہ جو ہے نہ باقی سامان ہمارے پاس پڑا ہے ہم نے Districts کو بھجوادے then he said کہ جی ہم تو غربت ختم نہیں کر سکتے۔ میں وہاں لوگوں کی غربت ختم کرنے نہیں گئی تھی۔ ہم لوگوں کو بھیک مانگنے کی عادت ڈالیں۔ These were the wordings, which I condemn on this Floor. کہ آیا اگر بھیک مانگنے کی تو میں اپنے لوگوں کیلئے مانگ رہی تھی۔ میری مائیں، بہنیں suffer کرنے کی جن کے چھتیں گر گئی تھی۔ جن کا کوئی سامان نہیں بچا یہ سامان اُن کو directly جا رہا تھا۔ وہ میں اپنے گھر پر لے جا رہی تھی۔ Then I wrote a letter to him, then he forwarded that letter to DC DC was very much supportive and cooperative and activite person, dynamic person کہ وہ ہر جگہ جاتا ہے اور وہ لوگوں کی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ جو ہے نہ وہ اپنا کام expedite کرتا ہے۔ لیکن unfortunately جو ڈسٹرکٹ مستونگ ہے۔ مجھے وہاں کے DC سے تو گلہ نہیں ہے کیوں کہ نہ وہ call

All the time he is sitting in meetings. I do respect attend کرتے ہیں۔
 What is the behaviour of that I really condemn all of him. لیکن یہ ہے
 these things. لیکن DG کی wordings کہ ”ہم لوگوں کو بھیک مانگنے کی عادت ڈال رہے ہیں“۔ ہم
 لوگوں کو بھیک نہیں دے رہے۔ ہم لوگوں کو اس وقت اس مشکل میں ہم ان کا ساتھ دے رہے۔ ڈسٹرکٹ مستونگ
 کے واسانگ کے ایک علاقے میں ایک پوری دو، تین گھر گر گئے۔ اس کے علاوہ suburbs میں ہمارے پاس
 کوئی data نہیں ہیں کہ کتنے گھر گرے ہیں۔ ہمیں جو ہے ناں وہی calls آتی ہیں ”مز“ سے بھی کال آتی
 ہیں کہ اب ہمارے گھر گر گئے کوئی ہمارے پاس support نہیں ہے۔ تو DC صاحب نے کہا جی میں نے تو ساما
 ن بانٹ دیے۔ اب یہ سامان جو ہے نہ آپ claim کریں PDMA سے PDMA
 and PDMA again said ”ابھی ہمارے پاس کچھ نہیں ہے“۔ for the time being ہم
 manage کر لیں گے۔ We will manage۔ جب تک لوگ میرا خیال ہے روڈوں پہ نہیں نکلے
 they just start یعنی وہ ہمیں جو ہے ناں ball کسی ایک basket میں پھینک دیتے ہیں،
 they throw the others. یعنی میں نے یہی دیکھا ہے کہ یہ تین، چار لیٹرز کبھی PDMA کے پاس
 جارہے ہیں۔ کبھی DC کے پاس جارہے ہیں۔ and they started queries, which are
 doing bureaucracy all the time. ایک note دیں query ڈال دیں etc
 office go to etc office, a, b, c section گتے ہوئے میرا خیال ہے وہی کام میرے ساتھ کر رہے
 ہیں۔ sir ایسے کام نہیں ہوتے disaster management بیشک اپنی جگہ کام کر رہا ہے وہ من و من اس
 نے نمک بھجوائے ہیں، مستونگ تو ایک عورت نے مجھے فون کیا ہے کہ ہم نے بات کی مجھے کہا کہ مستونگ کی ریلیف
 کیلئے نمک ہے۔ ”بی بی دابے تے نن تینا کاٹمء شاعن؟“۔ یعنی بی بی ان نمک کو ہم اپنی سر پر ڈالیں۔ میں نے کہا جو
 کرنا ہے اماں کر لو اب ہمارے لئے یہی رہ گئے ہیں۔ صرف ڈسٹرکٹ مستونگ آپ لسٹ چیک کر لیں۔ کیوں کہ
 میں اس وجہ کہہ رہی ہوں sir اس اگر اس فلور پہ آوازیں اٹھائی تو کل کے دن ہمارے لوگ ہیں suffer کریں گے
 کم از کم یہاں نہیں تو وہاں اس جہان میں تو وہاں اس جہان میں شنوائی ہوگی۔ کم از کم یہ دیکھ لے۔ کہ اس کیلئے
 اگر bagger بنی بھیک مانگا تو بھی بھیک مانگنے گئی تھی DG صاحب کو یہی کہنا چاہیے کہ ہم لوگوں کو اس طرح اور راشن
 تو ہمارے پاس ہے نہیں۔ he said ”کہ راشن تو ہے ہی نہیں“۔ میں نے کہا میں آپ سے راشن مانگنے بھی نہیں آئی
 ہوں۔ میں جو آپ کے اس وقت سامان آپ کے پاس available ہیں at least پہنچے تک پہنچیں۔ وہ عورتیں

وہ بچے وہ جو suffer کر رہے۔ at least اُن تک اور جو deserve کرتے ہیں needy ہیں اُن کی بات کروں گی۔ میرا حلقہ آباد میں ہے میرے لوگ کے they need support انہوں نے مجھے refuse کیا sir اس کے بعد میں second اُس کی بات پر آؤں گی۔ باقی جو میرے بھائیوں نے کافی مہنگائی پہ بات کی۔ ہماری اس ملک میں المیہ یہ کہ جب بھی مہنگائی کا زور آتا ہے۔ تو ہم مہنگائی کا زور کسی پر دیکھتے کسی پر نہیں۔ پر چون والے پر نکال رہے ہیں مہنگائی کا زور ریڑھی والے پر نکال رہے ہیں۔ ہم جا کے ریڑھی سے اُن کی چیزوں کو گرا دیتے ہیں۔ مرغی والے پر ہم چلے جاتے ہیں۔ بکرے کے گوشت والے پر ہم چلے جاتے ہیں۔ خدارا! جو ذخیرہ اندوز آج تک کبھی ہم نے اس کا آڈٹ کیا ہے۔ آج تک ہم اُن پاس گئے۔ جو اُن کو کس rate پر سپلائی کر رہے مہنگائی کروں گا کہتے ہیں۔ فیڈرل میں بھی یہی ہے throughout بلوچستان یہی چل رہا ہے۔ ایک یعنی بندہ جس کی تنخواہ پندرہ ہزار روپے ہے ایک بندہ جو daily wages پر کام کرتا ہے وہ ایک وقت کی روٹی بھی اپنے گھر نہیں لے جاسکتا۔ ہم جب بھی کریں تو اپنا ضرور کریں۔ ہم یہاں اچھا کما لیتے یہاں جتنے بیٹھے ہوئے۔ اپنی سفید پوشی سے سب وقت گزار رہے ہیں۔ لیکن کبھی ہم اپنے وہاں اُس angle میں رکھیں دیکھیں جو daily wages پر کام کر رہے ہیں۔ جو ریڑھی والا ہے جو پر چون والا ہے۔ جس پہ ہم چالان کرتے تھے۔ ایک چھوٹا سا ڈھابہ چلا رہا ہے اُس پہ ہمارا زور چل جاتا ہے۔ جو بڑے بڑے یعنی مگر مجھ بیٹھے ہیں اُن پہ ہم نے آج تک ہاتھ ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھے اگر ہم کہتے ہیں کہ کرپشن free تو کہا ہم نے کرنا ہوگا۔ ہم نے اُن ذخیرہ اندوزوں سے کرنا ہوگا۔ میں پر چون کی دوکان پر شیر ہوں کیوں کہ میرے کے پاس دس گارڈز ہیں۔ میں جا کے اُس کی چیزیں بھی نکال دوں rate list بھی check کر لوگی اُس کی کوالٹی بھی دیکھ لوں گی۔ لیکن جو اُس کے پیچھے جس طرح جس rates پر وہ لے کر کے آیا ہے اُس کو ہم نے کبھی نہیں دیکھا آج تک ہم نے نہیں دیکھا analyse نہیں کیا ہمیں اپنے آپ کو اس angle رکھنا پڑیگا۔ ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ آیا ہم جن کے پاس جا رہے جتنے ان کے پیچھے جو لوگ ہیں جو شامل ہے جو ان کو بیچتے وہ آخر کون لوگ ہیں ہمارا زور صرف غریب پہ ہی چلتا ہے یہاں پہ اُس کے بعد جناب اسپیکر as I said کہ میرے بھائیوں نے کافی حد تک بات کی۔ تو here I am ہم دہشتگردی کی بات کر رہے ہیں۔ تو simple is that آج اس دہشت گرد کے بارے میں بات کروں گی۔ the is no less than a death trap and single lane highway from کراچی ٹوکوٹہ as well know as the killer highway. تو اپنے ایک Texas کا ایک روڈ تھا۔ جس کو کہتی تھی۔ The killer highway تو میں سوچتی تھی کہ یہ killer highway کیسے ہو سکتا ہے

کیا یہ لوگوں کو مارتا ہے اس کو killer highway کا نام دیا گیا ہے۔ لیکن میں نے کوئٹہ ٹو کراچی especially اس کی میں آج بات کروں گی۔ پچھلے اگر آپ record check کریں آٹھ ہزار افراد جن میں جاں بحق نہیں میں ان کو شہید کہوں گی۔ کیونکہ وہ سفر پر تھے۔ وہ اپنے مسافری پر نکلے ہیں۔ جیسے ہمارے ابھی پارٹی کے سینئر اور ہمارے بہت اچھے دوست پروفیسر صاحب کی جن کی ہم نے فاتحہ خوانی کی اس کے علاوہ recently دو دن پہلے میں نے دیکھا کہ ایک فیملی جا رہی ہے جس طرح ان کی death ہوتی ہے اسی روڈ پر اور ان کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں، کوئی اٹھانے والا نہیں ہے۔ اس میں عورتیں بھی ہیں بچے بھی ہیں مرد بھی ہیں فوری فیملی گئی ہے لیکن highway پولیس آپ کو نظر نہیں آئی۔ ٹول پلازہ آپ کا جتنا کما رہا ہے چاہے لکپاس پر چاہے آپ کا قلات پر بن رہا ہے، اس کے بعد میں نے سنا ہے آپ کا بیلہ پر بن رہا ہے ان پیسوں کا آج تک ہم آڈٹ کرتے ہی پیسہ کہاں جاتا ہے۔ اس single track کیلئے سی پیک کیلئے ہم دوسرے صوبوں میں red line بنا رہے ہیں yellow بنا رہے ہیں orange بنا رہے ہیں۔ خدارا! کیا ہمیں یہ track نہیں نظر آتا ہمیں یہ single روڈ نظر نہیں آتا۔ جہاں پر آئے دن حادثات ہوتے ہیں ہم جہاز میں اڑنے کے چلے جاتے ہیں لیکن اگر کبھی اتفاق ہو جناب اسپیکر آپ بھی اس روڈ پر کبھی اپنی چھوٹی گاڑی میں سفر کر کے دیکھیں تب آپ کو پتہ چلے گا کہ ہم یہی سے دعائیں کرتے کہ یا اللہ جو اپنے مسافری میں نکلا ہے، وہ خیر سے اپنے منزل تک پہنچے ہمیں یقین نہیں ہوتا کہ اس روڈ پر کوئی زندہ سلامت آئیگا۔ ہائی وے پولیس آپ کا موجود نہیں ہوتا ایک specific area تک ہوتا ہے باقی آپ کو نظر نہیں آتا۔ ہم blame کرتے ہیں کبھی ہم کہتے ہیں کہ جی یہ کوچ والے ذمہ دار ہے کبھی ہم کہتے ہیں ٹرک والے ذمہ دار ہے کبھی ہم کہتے ہیں کہ جو اسپید چلاتے ہیں وہ ذمہ دار ہے لیکن ہم کو وہ single لائن نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے آپ ابھی بھی دیکھ لیں صرف اس چار ماہ میں 1155 لوگ زخمی ہوئے ہیں اور 30 کے قریب جاں بحق ہوئے ہیں۔ تو جناب اسپیکر ہم یہاں بیٹھے ہیں اپنے لوگوں کیلئے۔ وہ روڈ میں کہتی ہوں ہم سب لوگوں کا حلقہ ہیں، جہاں پر ہم ٹول پلازہ کھول رہے ہیں جہاں پر ہم کہتے ہیں Highways refused that I am not going work on this. Motorways refuse کرتا ہے کہتا ہے ہم نہیں بنا رہے ہیں۔ ان کو راکٹ سائنس بنانے کیلئے نہیں کہہ رہے ہیں۔ کرونا وائرس just آ جاتا ہے تو چوبیس گھنٹے کے اندر ہزار لوگوں کیلئے ہسپتال بن جاتا ہے لیکن جو یہ killer highway ہے اس کو ہم اتنے عرصے سے ہم اس کو dual نہیں کروا سکیں۔ فیڈرل PSDP میں بھی دے دیتے ہیں یعنی ہمارے اپنے پارٹی کے قائد نے اس کے لئے فنڈز کا قاعدہ مختص کیے ہیں لیکن فیڈرل PSDP کیا بلوچستان کیلئے 8% utilize نہیں کر سکتا۔ ہم کہاں جائیں

ہم ان غریبوں کی آواز دیکھ کر کہاں جائے جو afford کر سکتے ہیں وہ جہاز میں چلے جاتے ہیں جو غریب لوگ ہیں ہم جیسے وہ تو ہم ظاہر ہے اپنے گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ اس killer highway پر میں اس فورم پر میں تمام آپ سے تمام بھائیوں سے گزارش ہے کہ اس پر ہمیں ایک آواز ہونا چاہیے ہمیں اس روڈ dual کرنا چاہیے ورنہ last year ہمارے آٹھ لوگ جاں بحق ہوئے شہید ہوئے اسی طرح جو ہے نہ ہمارے لوگ جاتے رہیں گے آوازیں نہیں ہونگی۔ ایک اس کے بعد میں نے دیکھا ایک memo نکلا تھا یا whatever ایک گورنمنٹ document تھا جس میں یہ تھا کہ روڈ ایکسیڈنٹ جو ہے یعنی کم زخمی ہے پچاس ہزار، ایک لاکھ، دس لاکھ۔ آٹھ ہزار لوگ آپ کے last year اسی روڈ پر شہید ہوئے۔ ہم نے کتنے کو reimburse کیا ہم نے کتنے لوگوں کو پیسہ دیا وہ تو غریب مسکین کلیئرڈ رائیور کے گھر والے اُنکے لئے کون جائیگا یہ documentation کیلئے ان کو کون یہ پیسے دیگا کبھی ہم نے ان کیلئے Audit کی ہے کبھی کسی نے ان کے لئے آواز اٹھائی ہے جناب اسپیکر؟ یا کبھی ہم اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈال کے سوچا ہے، کہ اگر ہمارا ایسا کوئی جائے یا ہم میں سے کوئی ایسا ہو تو آیا اُن کی reimbursement کیلئے ان کی آواز اٹھانے کیلئے کوئی ہے؟۔ تو اس فورم پر خدا را میری request ہے سب سے، یہاں پر مجھے خیر نظر تو نہیں آ رہے جو دعویدار ہیں یعنی جہاں پر فیتہ کاٹنے کی بات ہوتی ہے فوراً پہنچ جاتے ہیں لیکن جو ایک اہم issue ہے kindly اس کو highlight کیا جائے اور اسی فورم پر آپ اپنی طرف سے کوئی رولنگ دیدیں یا آپ اس ایوان کو چلاتے ہیں atleast اس پرائیکشن لینا بہت ضروری ہے ورنہ آٹھ ہزار لوگ ہم نے last year کھو دیے ہیں اس کے بعد اپنے پیاروں کو کھو دیں گے پھر ہمارے پاس افسوس کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ شاہینہ صاحبہ آپ بات کریں گے۔ اختر لاگو صاحب۔

میر اختر حسین لاگو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ دیکھیں جناب اسپیکر آج گورنمنٹ نہیں ہے، ہم اپوزیشن والے آپس میں competition کر رہے ہیں۔ ادھر سے ایک ہماری بہن شاہینہ۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب اسپیکر: جمعیت والوں کا کیا کام ہے، جمعیت والوں کا اپوزیشن میں کوئی کام نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ میں نے کہا ایسے لڑائی نہیں ہوگا تو ماحول گرم ہو جائے آپس میں لڑائی ہو جائے گورنمنٹ تو ہے نہیں اپوزیشن آپس میں لڑائی کریں۔

میر اختر حسین لاگو: بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ آج کی جو موضوعات ہیں تین issues ہیں جن کے اوپر آج

بات ہونی ہے جناب والا میں شروع کرونگا جو حالیہ بارشیں اور برف باری آئی تھی اس کی اثرات کی وجہ سے آج بھی پورا بلوچستان جو ہے ہر نماز کے بعد نوافل پڑھتے ہیں کہ جو نقصانات ہوئے ہیں اللہ ان کو صبر دے اور آنے والے وقت میں اللہ تعالیٰ اس طرح کی آفتوں سے بلوچستان اور بلوچستان کے لوگوں کو بچائے۔ اب میرے خیال سے آج PDMA کے دوستوں نے بھی جائے نماز بچائی ہے وہ بھی اپنے دفتر میں بیٹھے ہیں اور نوافل پڑھ رہے ہیں کہ یا اللہ اس طرح کے آفات مزید بھیج دیں تاکہ ان کے جیبوں میں کچھ کمیشن کیونکہ اب procurement انہوں نے شروع کر دی ہے جناب والا PDMA کا محکمہ صرف اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس طرح کی آفتوں سے اس طرح کے جو disasters ان پر وہ لوگ صرف پیسے کما سکے۔ لوگوں کو relief دینے کیلئے یہ محکمہ بنایا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ہم اس محکمے کی history کو دیکھ لیں۔ جب زیارت کا زلزلہ آیا اس وقت لوگ اس محکمے میں کروڑ پتی بن گئے، اس کے بعد آواران کا جو واقعہ ہوا اس میں اس محکمے نے اور ان لوگوں نے وہ کیا۔ اب اس حالیہ اس میں جناب والا! برف باری میں جا کے PDMA کے DG صاحب تصویریں کھینچواتے ہیں۔ اگر اس دوران سوشل میڈیا دیکھ لیں پورا کوئٹہ اور بلوچستان کے لوگ نوجوان برف میں enjoy کیلئے نکلے ہوئے تھے، وہ بھی گئے وہاں پر ایک روڈ پر کھڑے ہو گئے اور تصویریں کھینچوائیں ویڈیو بنا کے انہوں نے سوشل میڈیا پر وائرل کر دیا۔ لیکن اسی سوشل میڈیا پر اسی نیشنل میڈیا پر، پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر ان کی جو کارکردگی تھی، وہ پورے بلوچستان نہیں پورے پاکستان کے سامنے آگئی۔ دس دن تک سڑکیں بند تھیں، لوگ گاڑیوں میں محصور ہو کر رہ گئے، سینکڑوں لوگ مر گئے۔ جناب والا! PDMA کا سوائے ایئر پورٹ روڈ کے آفس کے آپ مجھے پورے بلوچستان میں PDMA کا کوئی setup دکھا دیں۔ کیونکہ اس آفس میں انہوں نے صرف procurement کر کے گوداموں میں رکھ رہے ہیں۔ بعد میں اپنی جیبوں میں ڈال رہے ہیں لوگوں کو جب relief دینے کی بات آتی ہے تمام ڈسٹرکٹوں ہیڈ کوارٹرز میں اصولاً یہ ہونا چاہیے کہ PDMA کا ایک setup ہونا چاہیے۔ اب حالیہ برف باری میں جو مسلم باغ، کان مہترزی، توبہ کا کڑی، زیارت، قلات، مستونگ ان علاقوں میں جب راستے بند تھے تو تمام مشینری اور تمام اسٹاف نے کوئٹہ سے جانا تھا جب راستے ہی بند ہیں تو یہ جائیں گے کیسے اور جناب والا! اس پورے disaster کو manage کرنے کیلئے PDMA نے آج دن تک ان کے پاس ان سے ریکارڈ منگوا لئے۔ ان کے پاس excavators کتنے دانے ہیں ان کے پاس کرینیں کتنے ہیں۔ جب کوئی گھر گرتا ہے تو اس ملے کو اٹھانے کیلئے ان کے پاس مشینری کتنی ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ریسکیو کے عمل میں آپ کی پہلی اور بنیادی ضرورتیں ہیں۔ ان ضرورتوں کو تو انہوں نے آج تک پورا نہیں کیا ہے، یہ بیٹھے رہتے ہیں انتظار میں کہ خدا نخواستہ کوئی آفت آئے اور یہ جا کر کے مارکیٹ میں کھڑے

ہو جائیں، ٹینڈ خرید رہے ہیں، کمبل خرید رہے ہیں، procurement کر رہے ہیں، راشن خرید رہے ہیں دال چاول اور گھی خرید رہے ہیں، وہ بھی expire, low quality کی چیزیں۔ پانچ سو، آٹھ سو کا کمبل خرید کر ڈھائی ہزار روپے کا show کرتے ہیں۔ ان کمبلوں کا ریکارڈ کسی کے پاس نہیں ہے کس کس کو دیے ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہ کن کو ملے ہیں کیونکہ جب کوئٹہ کے حوالے سے کوئٹہ کے مضافات میں یہ برف پڑی ہوئی تھی لوگوں کے گھر گر رہے تھے ٹینٹوں کی ضرورت تھی انہوں نے ایک نہیں دیا۔ کچھ انہوں نے دیئے کمبل وہ بھی جو ریڈ کراس والوں کے تھے جن کے اوپر ان کے نشان بھی لگے ہوئے تھے ریڈ کراس والوں کی کمبل پاکستان ریڈ کریسنٹ سوسائٹی والوں کے کمبل تھے ان کے اوپر ان کے monogram اور نام بھی print تھے وہ کمبل انہوں نے دیئے کچھ تقسیم کیے۔ جب راشن کی بات آئی تو انہوں نے کہا کی جہ باقی ڈسٹرکوں کو بھی ہم purchasing کر کے بھیجتے ہیں کوئٹہ ڈسٹرکٹ چونکہ تمام ڈسٹرکوں کو ہم یہاں سے purchase کر کے بھیجتے ہیں اب ہم نے DC کو اختیار دیا ہے وہ procurement کریگا اس چیز کی۔ DC کے ساتھ رابطہ کیا گیا DC کہتا ہے یہ میرا کام نہیں ہے یہ میری ڈیوٹی نہیں ہے یہ PDMA کریگا PDMA والوں سے رابطے کرو فون ان کے لگتے نہیں ہیں موبائل بند کئے ہوئے ہیں آفس کے فون کو یہ attend نہیں کرتا اور صرف اور صرف یہ جو ہے۔

(خاموشی۔ آذان)

میر اختر حسین لاگلو: تو جناب والا امن و امان کی situation بالکل اسی طرح ہے دوست احتجاج کر رہے ہیں۔ انہوں نے بھی بات کرنی ہے باقی دوستوں نے بھی بات کی میں مختصراً صرف یہ کہوں گا کہ امن و امان کی جو situation ہے وہ بھی دن بدن خراب ہوتا جا رہا ہے انوعاء برائے تاوان جیسے واقعات پھر سر اٹھانے لگے ہیں۔ میرا ایک مشورہ ہے حکومت کا کوئی بیٹھا نہیں ہے اگر وہ ہوتے تو میں قائد ایوان کے سامنے کہتا کہ یہاں پر نئی نئی innovations کرنے کی بجائے پہلے یہاں پر بلوچستان میں صرف advisors ہوتے تھے اس کے بعد assistants کو متعارف کروایا گیا پھر اس کے بعد special Assistants ان کو متعارف کروایا گیا پھر liaison کی پوسٹیں یہاں پر create کر کے اپنے لوگوں کو ملازمتیں دیکر ان کو مراعات کی کوشش کی گئی۔ جتنا خرچہ ان پر ان کی مراعات پر ان کی تنخواہوں پر ان کی fuel پر ان کے گاڑیوں پر ان کے offices میں اب CM House میں گنجائش نہیں رہا جناب والا۔ کنٹینرز رکھ رکھ کے CM House اب مزید کنٹینرز رکھنے کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ ابھی ہم کسی اور اسٹنٹ یا liaison کسی ایڈوائزر کے لئے کوئی وہاں پر بیٹھے کی گنجائش بنالیں تو مہربانی کر کے CM House کنٹینروں کو فارغ کر لیں ان ناکارہ لوگوں کو فارغ کر لیں جو بلوچستان جیسے غریب صوبہ

اور اس کے بجٹ پر ایک بوجھ ہے یہی پیسے امن وامان کے اوپر، یہی پیسے لوگوں کی فلاح و بہبود کے اوپر اور اسی جو پیسے ان پر خرچ کئے جارہے ہیں انہی پیسوں سے PDMA کے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں setup بنائے جائیں جو اس طرح کی آفات پر quick response کا کام کر سکے انہیں الفاظ کے ساتھ، شکریہ۔

جناب اسپیکر: یہ کیس میرے خیال میں کورٹ میں ہے آپ اس پر discuss نہیں کر سکتے ہیں اسپیشل اسسٹنس، کوآرڈینیٹر میرے خیال میں عدالت میں کیس چل رہا ہے اس کا۔

میرا خیر حسین لاگو: نہیں ہم ان کا وہ نہیں کر رہے ہیں ہمارے بجٹ پر بوجھ ہے ہم اس کو discuss کر رہے ہیں تو اس بجٹ کو وہاں خرچ کرنے کی بجائے اس PDMA پر خرچ کیا جائے تاکہ تمام ڈسٹرکٹس میں ان کے setup ان کے offices بنیں PDMA میں trained لوگ ہوں جو لوگوں کو rescue کر سکیں ان کی ٹریننگ پر پیسے خرچ کئے جائیں۔

جناب اسپیکر: وہ بات صحیح ہے لیکن یہ کیس ابھی چل رہا ہے ہائی کورٹ میں چل رہا ہے تو میرے خیال میں اس پر discuss کرنا مناسب نہیں ہے۔ جی ملک صاحب۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب اس کے علاوہ جو لگائے ہوئے ہیں وہ ان کی بات کرتے ہیں غیر ضروری liaison officers ہیں غیر ضروری ترجمان ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ سارے میرے خیال کورٹ میں ہے، کورٹ میں ہے کیس لگی ہوئی ہے اب کورٹ کیا فیصلہ کرتی ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: جس کا کورٹ میں نہیں ہے وہ بھی بڑی تعداد میں جناب اس کا بھی کم از کم قلع قمع ہو جائے باقی کورٹ والے کا تو کورٹ فیصلہ کریگا۔

جناب اسپیکر: شکریہ، آپ تو وکیل ہے پھر آپ کورٹ کو دیکھ لیں۔ ملک صاحب آپ وکیل ہے آپ اس کورٹ کو بھی دیکھ لیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: ایک کوآرڈینیٹر بنا لیتے ہیں، ایک ترجمان بنا لیتے ہیں، ایک liaison officers بنا لیتے ہیں درمیان۔

جناب اسپیکر: تو گورنمنٹ کو ضرورت ہوگی تو بنا لیتے ہیں۔۔۔

جناب قائد حزب اختلاف: ایک دوسرے کو لگاتے ہیں یہ خیر حسین صاحب ان کی طرف توجہ دلا رہے تھے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ، جی۔

میر یونس عزیز زہری: شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: نماز پڑھنے جا رہے ہیں، نماز کا پھر ایک ڈیڑھ گھنٹہ۔

میر یونس عزیز زہری: مختصر پانچ منٹ میں بات کر لوں، نماز میں نے پڑھی ہے۔

جناب اسپیکر: چونکہ جمعیت کا پورا دو گھنٹے تو صرف ملک سکندر صاحب نے لئے ناں اسی لئے جمعیت کو باری نہیں ملتی۔

میر یونس عزیز زہری: ملک صاحب قائد ایوان آج بن گیا اس لئے انہوں نے دو گھنٹے لے لیے۔ جناب اسپیکر!

گیس کا جوکل مسئلہ تھا گیس تو ہمارے ضلعوں میں ہے ہی نہیں تو اس پر ہم نے بات بھی نہیں کرنی ہے دوسری بات جو

ہمیں حالیہ برف باری اور ژالہ باری اور دوسری چیزوں پر ہے ان میں مختصراً میں کہوں گا۔ پرانی باتوں کو اگر دوہرائیں، پی

ڈی ایم اے کا جو یہاں پر setup ہے ان کو میں نے فون کیا اپنے ڈسٹرکٹ کے لئے کہ ہمارے ہاں ژالہ باری ہوئی

ہے اور بہت سارے اموات ہوئے ہیں اور کچھ بھیر بکریاں لوگوں کی اور کچھ فصلات تباہ ہوئے ہیں۔ ان پر ان سے

بات کروں تو انہوں نے کہا کہ DG صاحب نماز پڑھ رہا ہے تو میں نے دس پندرہ منٹ کے بعد پھر فون کیا کہتا ہے

نماز پڑھ رہا ہے پھر آدھے گھنٹے کے بعد فون کیا کہتا نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ نماز کا تو آج اختر حسین صاحب کہہ رہا ہے

جائے نماز لگا کے بیٹھے ہیں کہ کیا ہوتا ہے کیا نہیں ہوتا ہے ہماری جیبیں بھر جائیں۔ اس دفعہ انہوں نے عالم تو یہ ہے

کہ سننے میں یہ آیا ہے کہ زیارت میں جو برف باری ہوئی تھی یا اس side پر تو پی ڈی ایم اے والوں نے ایک سولر پلٹ

کے ساتھ ایک پنکھا بھی ان کے لئے روانہ کیا گیا ہے کہ یہ آپ لے لیں تو یہ چیزیں پی ڈی ایم اے کا پی ڈی ایم اے کا

کن کن چیزوں کا وہ کرینگے۔ میری گزارش آپ سے یہ ہے کہ پی ڈی ایم اے کو یہ آپ اس چیز پر آپ رولنگ دیدیں

کہ جی اس حالیہ جو برف باری ہوئی ہے، حالیہ اس برف باری میں کتنے پیسے انہوں نے خرچ کئے ہیں۔ ذرا اس پر اگر ہم

آجائے اس کو ہم دیکھ لیں آپ ایک رولنگ اس پر دیدیں کہ جی اس برف باری سے انہوں نے کتنا فائدہ اٹھایا ہے اور

کتنے لوگوں کو ملے اور کتنے ان کے اپنے جیبوں میں گئے۔ میرے خیال میں آج اسی شرمندگی کی وجہ سے نہ ان کا وزیر

یہاں پر موجود ہے نہ ان کا DG موجود ہے نہ ان کا کوئی ذمہ دار موجود ہے۔ تو یہ چیزیں میرے خیال میں اس پر ذرا

رولنگ آپ دیدیں کہ اس دفعہ میرے خیال میں کوئی اربوں روپے نکلے ہیں ذرا ان پر بھی دیکھے کہ بلوچستان کے

ساتھ جو لوٹ کھسوٹ ہو رہا ہے وہ کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے مہنگائی کا، مہنگائی کا تو جناب اسپیکر اگر آپ یہاں سے

باہر نکلیں گے تو مہنگائی کا عالم دیکھیں گے۔

جناب اسپیکر: جی۔

میرزا بدلی ریکی: یہ بالکل جناب اسپیکر صاحب یہ سازش ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی سازش نہیں ہے۔ (مداخلت۔ شور)۔ ہاں وہ اپنی seat جائیں یہاں پر کیوں کھڑے ہیں، بات یہ ہے کہ اپوزیشن نے requisition کی ہے، آپ نے پورے کرنے ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ دیکھو گورنمنٹ نے پورا کر دیا۔۔۔ (مائیک بند۔ شور)۔ کورم پورا ہے تو اس کا کام ہی یہی ہے۔ دیکھو! اپوزیشن کا requisition ہے، آپ نے پورا کرنا ہے، پورا ہو گیا ہے تو پھر اپنی seats پر بیٹھیں۔ تو بیٹھیں اپنے seat پر۔۔۔ (مداخلت)۔ آپ کیوں جذباتی اتنا ہو رہے ہیں۔ ریکی صاحب آپ کیوں جذباتی ہو رہے ہیں آپ نے requisition کی ہے آپ نے پورا کرنا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ ابھی اپنے گورنمنٹ والوں کو بلاؤ!۔ محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات): بلوچستان کی ترقی کی بات کرتے ہیں تو بلوچستان ہاؤسنگ اتھارٹی کا Act پاس ہو رہا تھا وہ بلوچستان کے لیے بہت فائدہ مند چیز تھی۔ لیکن آج کیونکہ یہ ایک بحث ہے آج یہ میرے اوپر تنقید کر رہے ہیں کہ میں نے بشری کورم توڑ رہی ہے، میں نے کورم نہیں توڑی، اگر ان کے بندے پورے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

میریونس عزیز زہری: جناب اسپیکر صاحب آپ مجھے سن لیں انہیں بٹھائیں۔

جناب اسپیکر: جی انہوں نے پورا کر دیا، وجہ دیش آ جاؤ۔ ابھی گورنمنٹ والے بھی آ جائیں کورم پورا ہے۔ چلو اس بہانے میں تھوڑی energy آگئی۔

میریونس عزیز زہری: جناب اسپیکر مجھے جو لگ رہا ہے کہ میں ان کا جتنی تعریفیں کر رہا تھا وہ تعریف برداشت نہیں کر سکتا وہ ذرا حوصلہ رکھیں ان کی تعریف میں، میں بہت کچھ بولو گا لیکن وہ حوصلہ رکھیں اور بیٹھ جائیں۔ مہنگائی پر میں بات کر رہا تھا ہمارے جناب اسپیکر ہمارے selected وزیر اعظم عمران نیازی صاحب نے اپنے مختلف تقریروں میں یہ کہا تھا کہ جب مہنگائی ہوگی۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ میرے خیال میں وقفہ کر دیتے ہیں نماز کا اور کتنا ایک ڈیڑھ گھنٹہ؟ تاکہ fresh ہو کے آجائیں۔ نماز کے لئے تین بجے تک کے لئے اجلاس ملتوی کرتے ہیں۔

(اجلاس کی کاروائی ایک بجکر 57 منٹ پر وقفہ نماز کے لئے تین بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔

(اجلاس دوبارہ 3 بجکر 35 منٹ پر شروع ہوا۔ زیر صدارت جناب ڈپٹی اسپیکر)۔

سر دار بابر خان موسیٰ خیل (جناب ڈپٹی اسپیکر): شکر یہ تشریف رکھیں۔ جی میریونس عزیز زہری صاحب آپ کی بات ہوگئی ہے، جی ریکی صاحب۔

میرزا بدلی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب! کل سے انتظار میں تھے اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے آپ

کو لایا اور ہمیں موقع ملا۔ کل سے پرچیاں دے دے کر تھک گئے آج بھی پرچیاں دے دے کر تھک گئے ہیں ابھی ہمارا نمبر آ گیا۔ جناب اسپیکر صاحب! حالیہ شدید بارشوں کا پورا بلوچستان میں تمام اضلاع میں نقصانات ہوئے ہیں بشمول ڈسٹرکٹ واشک ایک پسماندہ ترین ڈسٹرک جناب اسپیکر صاحب بارشوں کا نقصانات وہاں پر زیادہ ہوا ہے کچے مکانات بھی گر گئے ہیں زمینداروں کے ٹیوب ویل، فصلات، سولر وغیرہ کا بھی نقصانات ہوئے ہیں۔ اس درمیان میں کونٹہ میں تھا بہت کوشش کیا CM صاحب قائد ایوان صاحب جام صاحب سے رابطہ کرنے کا مگر نہیں ہوسکا WhatsApp میں کوشش کیا وہ بھی نہیں ہوسکا فون پر call کیا بھی جواب موصول نہیں ہوا آخر میں جا کر جناب اسپیکر صاحب پی ڈی ایم اے جا کر وہاں پر بھی چیک کرتے ہیں کہ اس مظلوم ڈسٹرکٹ کے لیے کوئی آواز سننے والا ہیں یا نہیں ہیں وہاں پر توجہ کر تو منسٹریاں صاحب وہاں پر موجود تھے۔ جناب اسپیکر صاحب ماشکیل تحصیل ڈسٹرکٹ واشک کا وہاں پر قانون ہے بڑا سا۔ تقریباً وہاں پر تیس چالیس گاڑیاں پھنسے تھے، مختلف لوگ وہاں پر تھے، کونٹہ کے بھی تھے، والہندین کے بھی تھے، مختلف علاقوں کے تھے، ماشکیل کے بھی تھے۔ تو منسٹر صاحب کو میں نے کہا کہ منسٹر صاحب یہ بندے پھنسے ہوئے ہیں اس کو ریسکیو کیا جائے ہیلی کاپٹر فوری بھیجیں تو اگلے دن ہیلی کاپٹر وہاں پر گیا ہے بندوں کو ریسکیو کر کے نکالا۔ علاقے کا جناب اسپیکر صاحب نقصانات جتنا بھی بولیں اللہ کے طرف سے ہوتا ہے مگر گورنمنٹ کا فرض بنتا ہے جناب اسپیکر صاحب کہ گورنمنٹ قائد ایوان صاحب جام صاحب اس علاقے میں واشک نہیں تمام بلوچستان کا میں کہیں رہا ہوں۔ وہاں پر فوری سامان بھیجیں وہاں کے جو فصلات ہیں یا کچے گھر گریں ہیں وہاں کے نقصانات کو دیکھیں۔ جناب اسپیکر صاحب ابھی تک ہامون ماشکیل میں گاڑیاں پھنسے ہیں کمشنر خشتان ڈویژن ایک بہت ایماندار ایاز مند و خیل بہت ہی ایماندار بندہ ہے سر اس نے خود جا کر ماشکیل میں واشک میں دیکھا اس نے اپنا رپورٹ چیف سیکرٹری اور CM کو دے دیا۔ مگر ابھی تک وہاں پر جو نقصانات ہوئے ہیں kindly منسٹر صاحب ہمارے بیٹھے ہیں ضیاء جان صاحب آپ نے پہلے بھی اس مظلوم ڈسٹرکٹ کے لیے جو آپ کی بس میں ہوا ہے ابھی بھی آپ کریں آپ کو اللہ تعالیٰ نے منسٹر بنایا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ذمہ داری دی ہوئی ہے آپ اس علاقے میں دیکھیں اس مظلوموں کا آواز سنیں کہ اس مظلوموں کا کیا کیا نقصانات وہاں پر ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب گڑانگ جنگیان میں 200-300 ٹیوب ویلیں ہیں ماشکیل بسیمہ میں یہ ٹیوب ویلیوں کا بھی نقصانات ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب قائد ایوان کاش آج یہاں پر بیٹھے وہ۔ ہمارے آواز اس اپوزیشن کا نہیں پورا بلوچستان کا آواز سنتا کہ اس لوگوں کی آواز کیا ہے یہ کیا مانگ رہے ہیں یہ اپوزیشن نے requisition دے کر یہ بلوچستان کی مہنگائی یہ بلوچستان کے امن وامان کے حوالے پر وہ آخر میں اٹھ کر ہمارے ان ممبران کے جو جوابات

تھے ہمیں جواب دے دیتے۔ مگر کاش افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کل بھی اجلاس ہوا نہیں آ۔ آج بھی کرسیاں خالی ہیں سوائے منسٹر صاحب ضیاء جان بیٹھے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ بلوچستان سب کا بلوچستان ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ جی۔ ایک اور منسٹر کدھر ہیں وہ محمد خان تو بیچارہ ایجوکیشن کا اس کو بھی نکالا۔ اس کو بھی نکالا بیچارے کو۔ بہت افسوس ہے ابھی ہیلتھ بھی آپ کو مل رہی ہے سننے میں آ رہا ہے مبارکبادی آپ کو ایڈوائس میں دیں گے۔ ہیلتھ میں آ کر وہ وہاں پر بھی دیکھیں کہ اس علاقے میں ہیلتھ کا نظام کیا ہے جناب اسپیکر صاحب۔ جی ہاں۔ ایجوکیشن کے بارے میں وعدہ کر کے نہیں آیا ابھی ہیلتھ کے بارے میں دیکھتے ہیں وہ آ جائیں۔ ملیں گے انشاء اللہ دیکھیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! وہاں پر سیلاب میں hospital سارے بند تھے ایک جونیئر آفیسر DHO ابھی تک وہاں پر مسلط ہیں۔ اس نے ایک کیمپ نہ واشک نہ مائیکل کسی بھی جگہ میں نہیں لگایا۔ قائد ایوان صاحب کو میں بار بار کہیں رہا ہوں کہ یہ واشک میں جو جونیئر آفیسر آپ تعینات کر رہے ہیں باپ پارٹی کے وہاں پر بیٹھائیں ہیں وہاں پر حاضر بھی نہیں ہوتے ہیں۔ ہسپتال سارے بند ہیں ایجوکیشن کا حالت بھی یہی ہے ہم کہاں جائیں جناب اسپیکر صاحب۔ خدارا اس بلوچستان اور اس مظلوم واشک کے اوپر رحم کیا جائے پھر بھی کہتا ہے قائد ایوان جام صاحب کہتا ہے کہ آپ مجھے کیوں کہہ رہے ہیں اور پی ڈی ایم اے کا جناب اسپیکر صاحب دوڑک سامان آ گیا دوا تین پہنچیں تھے یہ دو تین ٹرک ابھی تک واشک اور مائیکل میں پڑے ہیں تقسیم کرنے کے لیے نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ بابا یہ دیا ہوا ہے ضیاء نے دیا ہے خدارا یہ خیمے ہیں یا راشن ہے جو بھی ہے جس کے نقصانات ہوئے ہیں یہ تقسیم کریں اور بھی میں ضیاء صاحب اور بھی پانچ دس ٹرک جتنے ہو سکتے ہیں آپ مہربانی کر کے بھیج دیں اور جو زمینداروں کو جناب۔ میں آپ کو ضیاء صاحب منسٹر صاحب آپ مہربانی کریں ایک ٹیم تشکیل کریں۔ آپ خود بھی میں آپ کو invite کرتا ہوں آپ آ جائیں اس علاقے میں دیکھیں کہ کتنے نقصانات ہوئے ہیں ایک ٹیم بنا دیں وہ آ کر وہاں کے نقصانات کو دیکھیں رپورٹ پھر آپ جتنا ہو سکتے ہیں اس لوگوں کے ساتھ تعاون کریں۔ جناب اسپیکر صاحب میں اسی پر اپنا بات ختم کر لیتا ہوں اور بھی دوست بات کرنا چاہتے ہیں جناب اسپیکر صاحب اس طرف میرے اوپر دیکھیں جناب اسپیکر صاحب۔

صاحب۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ زابد علی ریکی صاحب جی مینگل صاحب۔

میر محمد اکبر مینگل: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ اپوزیشن نے بلوچستان کے عام issues پر یہ requisition بلائی ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ تمام ممبران خاص کر treasury benches کے ساتھی آج موجود ہوتے لیکن اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اچھی طرح۔ کہ ہمارے issues کو اور بلوچستان

کے عام issues کو ہمارے ساتھی کس طرح دیکھتے ہیں اور کس طرح نظر سے دیکھتے ہیں۔ جناب اسپیکر! جیسے کہ ساتھیوں نے بڑے تفصیل سے یہاں پر گفتگو کی سیر بحث حاصل ہوئی کہ برفباری جب شروع ہوئی تو ملک کے دیگر علاقوں میں بھی برف باری ہوئی اسلام آباد اور لاہور کے لوگ مری کی طرف تفریح کے لیے نکلیں ہیں اور کراچی اور دیگر علاقے کے لوگ KPK کے لوگ northern areas گئے۔ اسی طرح جب ہمارے علاقوں میں بلوچستان میں خصوصاً برف باری ہوئی تو ہماری عورتیں ہمارے بچے اور ہمارے بڑے بزرگ جو ہیں روڈوں پر نکلیں اور سراپا احتجاج تھے۔ تو ہمارے رہن سہن اس ملک میں اور ہمارے دیگر صوبوں میں جو رہن سہن ہیں اس کا سب سے بڑا تفریق یہی ہیں کہ ہمیں یہ احساس دلایا جا رہا ہے کہ ہم اس ملک میں کس درجے کے شہری ہیں۔ جہاں برف باری کا مزہ لینے کے لیے پورے پاکستان راغب ہوتا جاتا ہے وہاں پر ہماری عورتیں ہمارے بزرگ بچے یہاں پر کوئٹہ میں سراپا احتجاج تھے۔ ہم اس بدقسمت صوبے سے تعلق رکھتے ہیں جس کا گیس یہاں سے نکلتی ہے تو پورے ملک کے گلی گلی میں گھر گھر میں ہر گھر کا چولہا ہمارے گیس سے جلتا ہے اور خاص کر ملک کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہمارے گیس سے جلتے ہیں تو اس طرح تقریباً پچھلے 70 سال سے ملک کی معیشت میں ہم نے بہت بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اور اسی گیس کی وجہ سے اس ملک کی معیشت نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ لیکن کئی عرصے تک گیس اس صوبے کو نہیں دیا گیا۔ لے دے کر 80 کی دہائی میں 52ء میں تو سوئی کے مقام سے یہ گیس نکلا یا 50 کی دہائی میں پھر اس کے بعد 80ء کی دہائی میں اپنی ضروریات کے لیے Garrison کے علاقے کو سپلائی کرنے کے لیے کوئٹہ کی طرف سپلائی کا آغاز کیا گیا اور یہاں دیا گیا۔ پھر اس کے بعد دو تین دہائی میں کچھ بچے گئے علاقوں کو خصوصاً مستونگ ہے قلات ہے زیارت ہے تو اس طرح کے علاقوں کو جو ہے سپلائی دی گئی ہے۔ لیکن ہماری رہن سہن کو اس طرح رکھا گیا ہے کہ جب بھی سردی ہوگی تو پریشر کم رکھا جائیگا تاکہ ہم احتجاج کے لیے نکلیں واویلا کریں اور جو عام مسائل ہیں بلوچستان کے جو عام issues ہیں ان سے جو چھٹکارہ حاصل ہو سکیں۔ جب گرمی آتی ہے تو بجلی نہیں ہوتی۔ تو بجلی کے لیے لوگ جو ہیں سراپا احتجاج ہوتے ہیں شاہراہوں پر نکلتے ہیں، احتجاج کرتے ہیں۔ آج بھی خضدار میں پورے ڈسٹرکٹ کی بجلی بند کی گئی ہے۔ پہلے دن جب بل دیا جاتا ہے کہ یہ بل بھریں دوسرے دن بجلی بند۔ اگر آپ بل دیتے ہیں تو کم از کم 15 دن 20 دن آپ چھوڑیں تاکہ لوگ بجلی بھر سکیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کا جو ذکر میں نے کیا سب سے بڑا ذخائر سوئی گیس تھے وہ بھی وفاق کی طرف سے استعمال کر کے ختم کیا گیا لیکن یہاں کے لوگوں کی زندگی بسر گزر میں کوئی فرق نہیں آسکا۔ اس کے بعد سیندک کو لے لیتے ہیں سیندک دنیا کے عام ذخائر تھے ان میں سے ایک تھا اس کو جو ہیں تقریباً 80 کی دہائی میں وفاقی حکومت نے چائینہ کے حوالے کیا اور جو بھی deal ہوا۔ چائینہ اور فیڈرل

گورنمنٹ کے درمیان آج تک بلوچستان کو ایک پائی بھی نہیں دیا گیا اتنے بڑے منصوبے سے بلوچستان کے اندر نہ ایک ڈسپینسری کھولی گئی نہ ایک پرائمری اسکول دیا گیا اور نہ یہاں کی لوگوں کی قسمت بدل سکی۔ جناب اسپیکر! آج کا اخبار آپ اٹھا کر دیکھ لیں وزیراعظم کا بیان ہے کہ اس ملک کا قرضہ جو 200 ارب ڈالر پہنچے نہیں 100 ڈالر سے بھی زائد ہیں میرے خیال میں۔ وہ جو ہیں ہم ریکوڈک سے ادا کریں کرپشن وفاق کریں پنجاب کریں دوسرے صوبے کریں حکمرانی وہ کریں اور ادائیگی ہمارے طرف سے ہو۔ جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے لوگوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ احتجاج کریں جب لوگ احتجاج کرتے ہیں جب لوگ احتجاج کرتے ہیں چڑھتے ہیں پہاڑوں پر۔ تو کہتے ہیں کہ یہ جائل لوگ ہیں طریقہ ان کا صحیح نہیں ہے۔ جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں اور میں اس کی مذمت بھی کرتا ہوں کہ وزیراعظم کا جو بیان ہے کہ ہم اپنے قرضے جو ہیں ریکوڈک سے ادا کریں گے کم از کم کوئی ایک ایسا منصوبہ آپ ہمارے لیے چھوڑ دیں کہ ہم اپنے غریب لوگوں کی قسمت بدل سکیں یہاں پر اسکول یونیورسٹیاں کالج ہمارے لیے اہم ہے تاکہ ہم بھی ترقی کے دوڑ میں آپ کے اور دوسرے صوبوں کے برابر آسکیں ہمارے ہاں بھی اچھے hospital کا عمل قیام میں آسکیں۔ تاکہ ہمارے غریب لوگ جو پاؤں رگڑ رگڑ پر اس وقت کینسر کے مرض میں مر رہے ہیں ان کا بھی علاج معالجہ ہو سکیں۔ لے دے کر وزیراعلیٰ صاحب نے ابھی جو ایک افتتاح کیا ہے کینسر hospital کا 40 بیڈ کا۔ تو 40 میرے خیال میں مریض ایک ڈسٹرکٹ میں 40 سے زیادہ مریض ہیں دوسرے مریضوں کو پورے بلوچستان کے مریضوں کو آپ کہا پر رکھیں گے اس کو کم از کم 400 سے اوپر کا بیڈ ہونا چاہیے تھا Hospital کو۔ جناب اسپیکر میں مبارک باد دیتا ہوں پاکستان کے سرمایہ داروں کو حکمرانوں کو کہ قلات سے ایک بہت بڑا ذخائر گیس کا دریافت ہوا ہے۔ مزید ان کی کرپشن کے لیے مزید ان کے عیاشیوں کے لیے مزید ان کے بچوں کے مستقبل کے لیے۔ یہ مبارک میرے طرف سے نہیں ہیں یہ بلوچستان کے ان غریب عوام کی طرف سے ہیں جن کے بدن پر کپڑے نہیں ہیں ڈھنگ کے۔ یہ اس عوام کی طرف سے ہیں جن کے پاؤں میں چپل بھی نہیں ہیں یہ اس عوام کی طرف سے ہیں کہ اس وقت اس ملک میں سب سے زیادہ بچے اسکولوں سے جو ہیں باہر ہے جن کی اسکولوں کی طرف راغب نہیں ہے ایک تو اسکول نہ ہونے کی وجہ سے اگر کئی اسکول ہیں تو ٹیچر موجود نہیں ہیں اور اس غریب عوام کی طرف سے جو اپنا علاج و معالجہ نہیں کر سکتا۔ آج آپ کراچی میں جائیں تمام hospital میں آپ کے بلوچستان کے لوگ وہاں پر در بدر بھٹک رہے ہیں ان کو صحت کی سہولیات نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر! اس وقت ایک ہائی وے سب سے عام ہائی وے ہیں جو کراچی کو شہر شاہراہ ہے ایسا کوئی دن نہیں گزرتا کہ اس شاہراہ پر تین چار جگہوں پر ایک سیڈنٹ نہیں ہوتے ہیں گھروں کے گھر اُجڑ گئے ہیں خاندانوں کے خاندان ختم ہو گئے ہیں لیکن ہم ہیں ایک

شاہراہ کو دوڑیک نہیں کر سکتے ہیں نہ وفاق۔ وفاق کی تو یہاں پر کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر وفاق کی یہاں پر کوئی دلچسپی ہے تو یہاں کے وسائل اور ذخائر میں ہیں۔ عوام سے اُنکو سروکار نہیں ہے۔ صوبائی حکومت کو چاہئے کہ اس حوالے سے وفاق سے بات کریں اگر وفاق تعاون نہیں کرتا تو انٹرنیشنل جو ادارے ہیں انٹرنیشنل جو funds raising ادارے ہیں اُن سے بات کریں انسانی بنیادوں پر تاکہ یہ دورویہ شاہراہ بن سکے۔ جناب اسپیکر جب برفباری شروع ہوئی تو بہت سارے راستے بند ہوئے اور لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت اپنی قبائلی روایات کے تحت لوگوں کو نکالا اُن کو کھانا کھلایا پناہ دی۔ لیکن ہماری حکومت بہت دیر بعد جاتا اور جیسے ساتھیوں نے بتایا کہ اب بھی بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں پر راستے نہیں کھلے ہیں۔ جناب اسپیکر good-governance کا یہ حال ہے کہ کچھ دنوں پہلے اخبار میں آیا کہ ایم ایس ڈی جو میڈیکل کالج کا ادارہ ہے پچیس کروڑ کے صرف دو نمبر کے ادویات یہاں موجود ہیں۔ ایک تو ہسپتالوں میں کہیں بھی پینا ڈول کی گولیاں نہیں ملتی ہیں اگر کہیں یہاں کے لوگوں کو دو انیاں دی گئیں تو دو نمبر کی۔ دو نمبر کی مثال ایسی ہے کہ آپ لوگوں کو زہر دے رہے ہیں۔ جناب اسپیکر ایک ایسی قانون سازی ہونی چاہئے کہ دو نمبر جہاں بھی ہوں یا سرکاری اسٹوروں میں ہوں اُن میں پابندیاں ہونی چاہئے۔ یہ زندگیوں کے ساتھ کھیلاوڑ ہے اسکو ختم ہونا چاہئے۔ کیسکو کا بھی وہی حال ہے جو سوئی گیس کی ہے۔ سوئی گیس کے حوالے سے اگر ہم کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم ہماری حکومت ایم ڈی اور دوسرے ذمہ داران ہیں اُن کو کم از کم صوبائی حکومت کی طرف سے صوبہ بدر کرنا چاہئے تاکہ کل اور پرسوں کوئی اسلام آباد کا آفیسر یہاں آتا ہے تو کم از کم یہاں کے لوگوں کو ستانے کے لئے کوئی ایسا عمل جاری نہیں رکھ سکے۔ اس وقت سردیوں کا موسم ہے بلوچستان بھر میں تقریباً تمام علاقوں کے ٹرانسپورٹ مرز جل گئے ہیں کیسکو والے ٹھیک نہیں کرتے ہیں۔ ہمارے علاقوں میں دو تین مہینوں چھ مہینوں سے لوگ اندھیروں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لہذا کم از کم صوبائی حکومت کیسکو کو یہ پابند کرے کہ جہاں کہیں بھی ٹرانسپورٹ مرزیا لائن کی خرابی ہے اُنہیں دور کریں۔ جناب اسپیکر ہمیں صوبائی سطح پر اور وفاقی سطح پر ایک پیج پر ہونا چاہئے کہ ہم بلوچستان ان issues کو سنجیدگی سے لیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اکبر مینگل صاحب۔ جی اصغر علی صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ پچھلے دو تین مہینوں سے بارش اور برف باری کا جو سلسلہ چل پڑا تھا اُس کا اللہ تعالیٰ کی اس صوبے پر ایک رحم اور فضل ہم پر کیا ہے۔ اور جو پانی کا ایک شدت تھی جو قلت تھی اُس میں بھی اضافہ ہوا۔ اور جو ہمارے ذمہ دار حضرات تھے جن کے آج کل جو باغات ہیں وہ سوکھنے کے قریب تھے۔ وہ بھی تقریباً پیچ چکے ہیں۔ اس بارش نے جو عوام کو جو مشکلات درپیش تھیں اُس کا ازالہ نہیں کیا گیا۔ ان

بارشوں میں آپ یقین جانئے کہ کچھ ایسے علاقے ہیں جو ڈسٹرکٹ پشین میں آتے ہیں کہ تین تین چار چار دن لوگ گھروں سے باہر نہیں نکلتے ہیں۔ میں آپ کو ضلع پشین کے ایک گاؤں ہے غریب آباد نام ہے جس کا آپ وہاں پر جائیں ہر شخص کے گھر کے باہر ڈیڑھ فٹ دو فٹ پانی کھڑا ہوا تھا تین چار دنوں سے۔ اور وہ بچے مرد خواتین نہ کوئی اندر جاسکتا تھا کہ کوئی باہر آسکتا تھا اور وہ ایسا علاقہ ہے کہ وہ دن کو کھاتے ہیں اور رات کو کھاتے ہیں وہ وہاں کچھ دنوں سے محصور ہوئے ہیں۔ اس طرح ہمارا وہاں ایک محمود آباد گاؤں ہے نماڑان گاؤں ہے اور اس طرح کہ آپ کے سرخان زئی، مہرخان زئی یہاں ایسی حالت تھی کہ نہ کوئی گاڑی جاسکتا تھا نہ بندہ پیدل جاسکتا تھا۔ مریضوں کو ہسپتال کیسے لے جاتے عوام۔ اس میں ڈسٹرکٹ لیول پر جو مدد ہو سکتی تھی وہ تو گورنمنٹ نے کر دی ہے لیکن ان بارشوں میں ان سیلاب میں جناب اسپیکر صاحب لوگوں کا کافی نقصانات ہوئے ہیں اور بالخصوص وہ غریب لوگ جو دن کو کھاتے ہیں اور اور رات کو اپنے بچوں کی پیٹ پالتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک کمیٹی ڈپٹی کمشنر کی سربراہی میں تشکیل دی جائے اور جن لوگوں کو نقصانات ہوئے ہیں ان کا ازالہ کیا جائے۔ اس بارش کے ساتھ ساتھ گیس تو بالکل غائب تھی اسکے ساتھ بجلی بھی بالکل غائب تھی۔ نہ کوئی بندہ گھر سے باہر نکل سکتا تھا نہ گیس تھی نہ بجلی تھی اور یقین جانئے ایسے گاؤں تھے جہاں پر بارہ پندرہ دن بجلی تھی ہی نہیں۔ کھبے گرے ہوئے تھے واپڈا احکام سے رابطے کیئے گئے کہ بھی ان کو مرمت کریں تو بجلی سے لوگ اپنی گزر بسر کم از کم کریں لیکن وہ ابھی تک مرمت نہیں ہوئی ہیں۔ تو یہ تو ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن میں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ کم از کم ان مشکلات کی حالات میں اگر گیس نہیں ہے تو بجلی تو مہیا کی جائے۔ گیس بجلی نہ ہو اور دو دو فٹ پانی کھڑا ہو۔ لوگوں نے سڑکیں بند کیئے ہیں سڑک پر لوگ گئے ہیں احتجاج کیئے ہیں لوگوں نے کہ بلوچستان سے ہی گیس نکل رہا ہے ریکوڈک بلوچستان کا ہے گوادر بلوچستان کا ہے سیندک بلوچستان کا ہے اور مزے پنجاب اور وفاق کرے اور بلوچستان کے عوام در بدر ہیں۔ تعلیم نہیں ہے بیروزگاری ہے اور زندگی ایسے گزر رہی ہے ایسے جیسے صدیوں سالہ پرانے لوگوں کی طرح لوگ رہ رہے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ وفاق سے بات کریں اور ہمارے جو ذخائر ہیں بلوچستان کے ان پر کم از کم ہمیں اعتماد میں لے لیں۔ پنجاب میں اگر ایک بچہ کی حالات بدل رہی ہیں تو بلوچستان کے لوگوں کی کیوں نہیں بدل سکتی۔ ہمارے ذخائر پنجاب استعمال کر رہا ہے اُسکے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں صحت میں زراعت میں اور کاروبار میں فیکٹریوں میں تجارت میں وہ ہم سے آگے سے آگے نکلتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک صوبہ بلوچستان کا جس کی معدنیات نکال کر کے وہ کھاتے جا رہے ہیں۔ قلات سے گیس نکل رہی ہے کیا کل قلات کو گیس نکلے گی۔ کیا اس فورم پر حکومتی ارکان ہمیں بتائیں گے کہ قلات کی زمینیں جب مرکز کو دے گی کیا جب گیس نکلے گی تو قلات اور اردگرد کے علاقوں میں گیس فراہم کر دی جائے گی؟۔ کیا قلات کی ترقی ہوگی۔

کیا اُس علاقے میں روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ نہیں وہی روزگار نہیں ملے گی اور بیروزگاری بڑھتی رہے گی۔ اسپیکر صاحب اس طرح کی اقدامات کریں کہ جو بلوچستان کے ذخائر ہیں اُس پر گورنمنٹ آف بلوچستان کو ایک اسٹینڈ لینا چاہئے۔ آپ یقین جانیئے اسپیکر صاحب عوام نہیں ہمیں فجر کی نماز کے بعد ہمیں بددعائیں دی ہیں ایک گاؤں ہے کہ یار یہ کیسے حکمران ہیں یہ کیسے ہمارے نمائندے ہیں انہوں نے ہمیں بھی دی ہیں کہ ہم نے ان کو ووٹ دیا ہم ان کو اسمبلی تک لے گئے اور آج ہم بجلی گیس اور دیگر بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ میں نے فرداً فرداً ہر گھر کا وزٹ کیا۔ یہ غریب آباد، نمران میں آپ خدا پر یقین کریں ہم نے پانی کے اندر کھڑے ہو کر ان سے بات کی ہے۔ لہذا یہ کب تک چلتا رہے گا۔ اگلی سردیاں پھر آجائیں گے پھر ہم روتے رہیں گے کہ گیس نہیں ہے بجلی نہیں ہے پانی کھڑا ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ کئی مچان اور بلال کالونی یہ وہ علاقے ہیں اور گاؤں ہیں جو میونسپل کارپوریشن اور ڈسٹرکٹ شہر کے اندر آتے ہیں۔ آپ یقین کریں وہاں یہ حالت تھی کہ لوگ گلیوں میں سے باہر نہیں نکل سکتے ہیں اتنا کچھڑ اور گندھ تھا کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔ ہمارے عوام نے کیا قصور کیا ہے ہم اپوزیشن میں ہیں اُنکا کیا قصور ہے، اُن کی زندگیاں اجیرن بن گئی ہیں۔ وہ بچوں کو کمروں سے باہر نہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ کچھڑ ہی کچھڑ ہے اور پانی کھڑا ہوا ہے کم از کم ان چیزوں کو حکومت کو چاہئے کہ سنجیدہ ہونا چاہئے اور ان مسائل کو حل کرنا چاہئے۔ یہاں پر میری گزارش ہے کہ جیسے کل فرمایا گیا کہ لوگوں کو compensate کیا جائے۔ پچھلے سال برف باری اور بارشوں میں ایک گاؤں میں ایک دیوار گر گئی اور وہ جب دیوار گری ایک ہی شخص کے تین بچیاں ہلاک ہو گئیں۔ اور وہ شخص ریڑھی چلاتا تھا۔ میں نے ڈی سی کے ذریعے اپنے ذریعے کیس بنایا چیف منسٹر کو کیس put up کرایا گیا کہ بھئی اس شخص کو compensate کیا جائے یہ بڑا دردناک ایک سانحہ ہے یہ اُس پر آتا ہے جب اپنے بچوں کو سامنے رکھا جائے۔ میں نے کم از کم پچاس چکر سی ایم ہاؤس کا لگایا لیکن بالآخر آج یہ دس دن پہلے پی ڈی ایم اے کو وہاں سے response ملا کہ اس کو compensate کیا جائے اس فیملی کو یہ compensate اُس نے کیا کرنی ہیں ایک سال کے بعد compensation دے رہے ہو اُسکو۔ وہ بھی اتنا ایک میں ممبر ہو کر کے میری اتنی باگ دوڑ کے باوجود۔ یہ سسٹم کب چلتا رہے گا۔ ایک سسٹم بنایا جائے کہ اُس کو باعزت طریقے سے ایک قبائلی معاشرے ایک عزت دار طریقے سے اُن کو compensation دی جائے۔ ایک عام آدمی کی کیا حالت ہوگی عام آدمی کہاں جائے گا۔ تو اس طرح وہ compensation کیلئے کوئی طریقہ کار ہونا چاہئے بالخصوص ضیاء اللہ لاگو صاحب بیٹھے ہیں سینئر منسٹر بھی ہیں تو انکو کم از کم یہ۔ اور دوسرا یہ ہے یہ پی ڈی ایم سے یہ پوچھنا چاہئے کہ آیا اس سیلاب نے اس بارش نے حکومت بلوچستان نے کتنا فنڈ پی ڈی ایم اے کو دیا ہے آیا وہ پیسہ اتنا اس قابل تھا کہ اس

سیلاب ان بارشوں میں لوگوں کو وہ ریلیف دے سکے ہیں۔ اور وہ ریلیف عوام سے پہچایا جاسکے۔ ایک گاؤں میں دس متاثر ہیں آپ دو کو دیتے ہیں آٹھ کو چھوڑ دیتے ہیں تو یہ اُن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ تو ہمیں یہ بتایا جائے وزیر داخلہ صاحب سے یہ سوال بھی بنتا ہے کہ کتنے پیسے گورنمنٹ نے آپ کو دی ہیں اور آپ نے کس کس ڈسٹرکٹ کو دی ہیں اور کس کس ڈسٹرکٹ کی کتنی ضرورت تھی۔ حکومت کو چاہئے کہ ان جیسے معاملات میں وہ فراخ دلی کا مظاہرہ کریں اور اس جیسے واقعات کو فی الفور جو لوگ اس سے متاثر ہیں اُس کا ازالہ کیا جائے۔ جناب اسپیکر صاحب آخر میں میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک ہمارا صوبہ بلوچستان ایک قبائلی، روایتی صوبہ ہے یہاں پر لوگ ایسے لوگ عزت مند لوگ ہیں جو اپنے سفید پوشی کو برقرار رکھنے کے لئے کسی سے ہاتھ نہیں بڑھاتے ہیں ایسے لوگ ہیں جن کی بارشوں میں گھر گرے ہیں دیواریں گری ہیں چھتیں گری ہیں میں آپ کو میرے پاس ویڈیو پڑی ہے میں آپ کو اور وزیر داخلہ صاحب کو WhatsApp کرتا ہوں ایک خاتون ہیں وہ منزکی کی رہنے والی ہیں پرسوں سوشل میڈیا میں بھی آیا ہے رپورٹ، ہم نے جو ہوسکا ہے ہم نے کی ہے ایک کمرہ ہے بارش ہوئی ہے چھت گری ہے اور اُس خاتون نے دودن جو ہے ناں وہ آسمان تلے گزاری ہے آدھی چھت گری ہے۔ لیکن وہ خاتون کسی کے پاس نہیں گئی ہے نہ اُس خاتون نے کہیں ہاتھ پھیلائی ہے۔ تو اس جیسے بہت سارے واقعات ہوئے ہیں جو لوگ اپنے گھروں میں محصور ہیں لیکن وہ باہر ہاتھ نہیں پھیلائے۔ یہاں ڈپٹی کمشنر صاحب اور پی ڈی ایم اے کو ہدایت دی جائے کہ ان جیسے لوگوں کی مدد کی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ترین صاحب۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ لوگ مہربانی کریں تھوڑا سا مختصر کر دیں تاکہ حکومتی اراکین بھی ان پر اپنا مؤقف پیش کر سکیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! آپ کا شکریہ، چونکہ اجلاس requisit ہے اور اُس میں بڑے اہم مسائل اپوزیشن کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں۔ آج جس موضوع پر ہم انشاء اللہ بولیں گے اُس میں حالیہ دنوں میں جو برف باری ہوئی تھی، بارشیں ہوئی تھی۔ اُس سے جو نقصانات ہوئے تھے۔ جناب اسپیکر! یقیناً جس طرح میرے دوستوں نے کہا کہ ایک لحاظ سے برف باری ہوئی، اچھی خاصی برف باری ہوئی۔ اور آنے والے دنوں میں اس برف باری کی وجہ سے ہمارے بہت سارے لوگوں کو زمینداروں کو فائدہ بھی ہوگا۔ لیکن یہ چونکہ ایک لحاظ سے رحمت خداوندی ہوتی ہے، لیکن ہمارے حکومتوں کی وجہ سے اور انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے یہ رحمت عوام کیلئے ایک زحمت بن کر جاتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب یقیناً پورا ایک علاقہ اس برف باری سے متاثر ہوا۔ تمام رابطہ سڑکیں بند ہو گئی entire آپ بات چھوڑیں جناب اسپیکر! مین شاہرائیں پورا ہفتہ دس دن تک وہ بند رہی پورا نیشنل ہاؤس جیسا روڈ

کان مہترزئی کے مقام پر دس دن تک وہ روڈ مسلسل بند رہا۔ کتنی تکلیفیں لوگوں نے اٹھائیں۔ یہ سب کچھ آپ نے WhatsApp پر بھی دیکھا ہوگا۔ جناب اسپیکر! اگر آپ ایک ایک ڈسٹرکٹ کو اٹھا کر دیکھیں۔ میں ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ سے شروع کرونگا۔ جناب اسپیکر! ضلع قلعہ عبداللہ کا علاقہ ہے توبہ چکنزئی اوپر کا علاقہ پھر نیچے قلعہ عبداللہ، چمن کا علاقہ۔ جناب اسپیکر! 11 جنوری کو اُس سے پہلے بھی برف باری ہوئی تھی لیکن 11 اور 12 جنوری کو کافی برف باری ہوئی۔ تو یقیناً اُس کی وجہ سے قلعہ عبداللہ کے جو تحصیل اُس سے متاثر ہوئے، یونین کونسل جرگئی، غبرگ یونین کونسل۔ فراخی یونین کونسل، یہ یونین کونسل بہت اسکے پھر چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں، مختلف علاقوں میں، یہ پورا علاقہ آپ کا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے، کونٹہ شہر سے اپنے علاقوں سے پورا 15 یا 20 دن تک پورا علاقہ کٹا رہا۔ اور کتنا نقصان ہوا۔ حکومت نے میرا دوست ہے منسٹر ہے پی ڈی ایم اے کا۔ ذاتی طور پر بہت شریف آدمی ہے، کام کرنے والے ہیں جب بھی ہم نے اُن کو کہا ہے اُنہوں نے response دیا ہے یہ بات یقیناً۔ ان کی ذاتی ہم اس appreciate کرتے ہیں overall حکومت کا جو رویہ ہوتا ہے، حکومت ایک صوبائی حکومت ہے اُس کے پاس فنڈز ہوتے ہیں۔ وفاقی حکومت ہوتی ہے اُن کے پاس فنڈ ہوتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ اگر میں جو ریلیف ملا ہے اُن کو ایک دن وہاں ہیلی کاپٹر گیا ہے اور اُس ہیلی کاپٹر میں 14 گھرانوں کو 14 جگہ اُنہوں نے 14 پیکٹس نیچے گرائے تھے جس میں دو کلو چینی، دو کلو اُس میں چنے تھے، کچھ آٹا تھا اور ایک کبل تھا یہ چیزیں اُنہوں نے 14 جگہ اُنہوں نے گرائے تھے۔ باقی کوئی چیز اس توبہ چکنزئی تک نہیں گیا۔ نہ جو ہے ناں راستے کھولے گئے، میں اُس کا روڈ نہیں کھولا گیا۔ ایک ٹریکٹر بھیجا گیا تھا صرف ایک ٹریکٹر، وہ ٹریکٹر خود وہاں پھنس گیا، گاؤں کے لوگوں نے پھر اُس ٹریکٹر کو نکالنے کیلئے اُنہوں نے جو محنت کی ہوگی اور جو تکلیف اٹھائی جناب اسپیکر! پھر اسی طرح ضلع پشین کے جو علاقے ہیں خاص کروہاں پر توبہ کڑی اُسکے کوئی 7 یا 8 یونین کونسل ہیں وہاں اُس ڈیورنڈ لائن تک آج بھی ڈیورنڈ لائن پر جو گاؤں ہیں وہ اب بھی متاثر ہیں، کہاں اور کس حد تک relief کا سامان گیا ہے، بالکل وہاں پر اس ایریا کا جو بہت زیادہ سخت علاقہ ہے، توبہ کڑی اور توبہ چکنزئی۔ پھر اسی طرح ضلع پشین کا روڈ ملازئی، غرشینان، دو مڑان، چورمیان کا علاقہ ہے، یہ علاقے جس طرح متاثر ہوئے ہیں۔ آج بھی وہاں لوگ اسی طرح بیٹھے ہوئے ہیں جناب اسپیکر! اس کے علاوہ زیارت ڈسٹرکٹ میں جو برف باری ہوئی ہے اُس کے مختلف گاؤں ہیں، جو ماٹراہ کا علاقہ ہے، احمدون کا علاقہ ہے، سپزندئی ہے، زرگئی ہے یہ علاقہ یہاں پر بھی آپ یقین کریں دس دن تک وہاں کوئی relief والا نہیں پہنچا تھا اس کے علاوہ ہرنائی میں جو تباہی ہوئی۔ وہاں پر بارشیں ہوئیں۔ موسیٰ خیل کے مختلف علاقوں میں خاص کر ہزار گٹ، اور مڑئی، یہ جو پہاڑ کا علاقہ ہے وہاں پر بھی کافی برف باری ہوئی۔ آپ کا حلقہ بھی ہے، وہاں مال مویشی کافی

متاثر ہوئے، مر گئے۔ اور تمام سرٹریس، اب بھی وہاں پر سرٹریس بہہ گئے، یہ بھی بڑا مسئلہ ہے جناب اسپیکر! ضلع ٹوبہ کے شاب زئی علاقے میں 6 افراد، اور شہر کے خروٹ آباد میں دو افراد وہاں کے چمن کے کلی لقمان میں کوئی پانچ افراد وہاں جاں بحق ہوئے، کان مہتر زئی کے علاقے میں سات افراد یہ مختلف ہلاکتیں ہوئے ہیں مختلف علاقوں میں۔ جناب اسپیکر! اب یہ جو صورتحال یقیناً بہت تکلیف دہ صورت حال ہمارے عوام نے برداشت کی۔ لیکن حکومت نے وفاقی حکومت نے ایک دن کیلئے بھی ہمارے عوام سے کوئی اظہار ہمدردی کے دو الفاظ بھی انہوں نے ادا نہیں کئے۔ بجائے کہ وہ یہاں relief کا سامان بھیجتے۔ وہ وہاں پر کوئی چیز بھیجتے۔ صوبائی حکومت ایک پی ڈی ایم اے کا میں نے بتایا، کہ اُس کے پاس کتنا فنڈ تھا اور کتنا عوام کو سامان پہنچایا لیکن اس کے لئے بہت بڑے آپریشن کی ضرورت ہیں۔ بہت بڑے امدادی کارروائی کی ضرورت تھی۔ ایک کان مہتر زئی کا روڈ وہاں ایک بندے کا جس کا video بھی viral ہوا اُس نے لوگوں کو نکالا یا پھر کان مہتر زئی میں ہمارے پارٹی پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے وہاں دوست تھے، اور یا پھر مسلم باغ میں ہمارے پارٹی کے صوبائی صدر اُن کے بھائیوں نے اور دیگر ہمارے پارٹی کے دوستوں نے لوگوں کو rescue کیا اور نکالا۔ دو یا تین دن لوگ اُن کے مہمان رہے، کان مہتر زئی میں اُن کے مہمان رہے۔ باقی جگہ۔ لیکن حکومت نے وہ کارکردگی نہیں دکھائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے حکومت کو وزیر اعلیٰ کو ہمارے عوام سے معافی مانگنی چاہیے۔ اُس کو یہ بات تسلیم کرنی چاہیے کہ ہم سے غلطی ہوئی، ہم نے عوام کو وہ relief نہیں دیا۔ جس طرح میرے دوست نے کہا اُس نے صحیح فرمایا۔ اب اس کے لئے ان تمام نقصانات کے جائزے کیلئے صوبائی سطح پر کم از کم ایک اعلیٰ سطحی کمیشن بنائی جائے۔ کوئٹہ سمیت یہاں سے جائیں گے ہمارے جو علاقے برف باری سے متاثر ہوئے، مستونگ کا علاقہ، قلات کا علاقہ، سوراہا تک پھر بارشیں خضدار تک ہوئی۔ اس علاقوں میں جو صورت حال پیدا ہوئی اس تمام کے لئے ایک ایسا کمیشن ہونا چاہیے جناب اسپیکر! کے تمام نقصانات کے ازالے کیلئے حکومت پہلے اُن کو data collect کریں میرے خود اپنے کوئٹہ میں کیا صورتحال تھی؟ تو میں حکومت سے کہو گا کہ وہ ایک اعلیٰ سطحی کمیشن بنائیں اور اس کمیشن کے ذریعے ان تمام نقصانات کا جائزہ لے اور غریبوں کو جو حقدار لوگ ہیں جو لاچار لوگ ہیں اُن کو compensation کیلئے انہیں آپ فوری طور، کیونکہ عوام میں بڑا غم و غصہ پایا جاتا ہے، حکومت کچھ نہیں کر سکے اور عوام اسی طرح لاچار بیٹھی ہوئی ہے اس کے علاوہ فوری طور پر جن جن علاقوں میں ابھی بھی امداد کی ضرورت ہے وہ وہاں امداد پہنچائے جناب اسپیکر! میں آتا ہوں law and order situation پر۔ law and order کی situation جناب اسپیکر! یہاں کافی دنوں سے یہاں پہ law and order کی situation ہے۔ جناب اسپیکر! میں چونکہ law and order میں ابھی بولنا چاہ رہا تھا۔

جناب اسپیکر! ابھی آپ دیکھ لیں کہ 2 فروری 2020ء کو ایک خبر آ جاتی ہے قبائلی شخصیت کی نجی جیل سے 25 بندے بازیاں ہوئے، چاغی میں ایک قبائلی شخصیت کے گھر میں قائم نجی جیل میں ڈیرہ ماہ سے قید 25 لوگوں کو بازیاب کرا لیا گیا۔ عبدالقادر نام کا بندہ دو ماہ سے، دو ماہ سے وہ اغواء ہے، عبدالہادی نام کا بندہ ہے، دو تین ماہ سے اغواء ہے۔ تو اتنے اغواء برائے تادان کے واقعات ہو رہے ہیں۔ کیا یہ ایک ایسی حکومت میں جو کہہ رہی ہے ”کہ good governance ہوگا۔ ہم عوام کے محافظ ہیں“۔ یہ عوام کے محافظ نہیں ہو سکتے۔ یہ عوام کی دشمن ہے ایسی حکومتیں، اس لیے کہ آج بھی وہ صورتحال ہے آج بھی لوگ کالے شیشوں میں گھوم رہے ہیں۔ آج بھی ان کے پاس کسی کا کارڈ اُن کے ہاتھ میں ہوتا ہے کوئی لیویز والا کوئی پولیس والا بیچارا وہ چیک کی نہیں کر سکتا۔ absconders عدالتوں سے سزا یافتہ لوگ سرعام گھوم رہے ہیں کیا حکومت اُس کو گرفتار کر سکتی ہے؟ نہیں۔ وہ اتنی بے بس ہے، آپ کا کوئی district headquarter میں آپ کا ڈپٹی کمشنر، آپ کا DPO، آپ کا SSP آپ کا کمشنر، Civil authority نام کی کوئی چیز ختم ہو گئی۔ سب کچھ کس کے ہاتھ میں ہے؟۔ آپ اپنے آپ کو، عوام کے منتخب نمائندے ہیں آپ کہتے ہو ہم آپ کو selected کہتے ہیں آپ اپنے آپ کو عوام کے نمائندے کہتے ہو، آپ نے حکومت بنائی ہے، ایک Chief Executive بیٹھا ہوا ہے اُس کے کوئی اختیارات نہیں ہیں۔ اختیارات کسی اور جگہ ہیں۔ جناب اسپیکر! یہاں کوئٹہ میں واقعات ہوئے سید غوث اللہ جوان سالہ لڑکے کو اغواء کر کے 50 لاکھ روپے لے گئے، پھر اُس کو شہید کیا گیا، حضرت خان خلیجی کو شہید کیا گیا، نجیب اللہ اسحاق زئی کو سریاب روڈ پر شہید کیا گیا، آج تک اُس کا قاتل نہیں پکڑا گیا ایک ماہ بعد اُس کا والد DSP امان اللہ خان وہ بھی بیچارہ شہید ہو گیا، ایک گھر سے دو لاشیں ایک ماہ میں کیا ہوگا اس گھر کا؟۔ کہاں ہے حکومت؟۔ جناب اسپیکر! دوسری جانب میں منسٹر صاحب آپ سے request کرتا ہوں خدارا آپ اس کا نوٹس لے لیں۔ یہ جناب اسپیکر! یہ آئین پاکستان میرے سامنے پڑا ہوا ہے اس کا آپ Article 8 سے لیکر 28 تک پڑھ لیں آئین نے ہمیں کہا ہے کہ آپ جلسہ کر سکتے ہو، آپ جلوس کر سکتے ہیں، تحریر اور تقریر کی آزادی ہوتی ہے Article 9, Article 10, Article 11 یہ کہا کہہ رہا ہے جناب اسپیکر! یہ میرے سامنے یہاں 9 فروری کو لورالائی میں پروفیسر ارمان لونی شہید کے شہادت کی پہلی برسی تھی، وہاں پر جلسے کا انعقاد ہونا تھا، وہاں کے لوگوں نے PTM نے ہمارے دوستوں نے باقاعدہ ڈپٹی کمشنر کو لکھ کر دیا ہے اور یہ ڈپٹی کمشنر کی اجازت نہ پڑا ہے، وہ کہہ رہا ہے کہ ضلعی انتظامیہ دفعہ 144 میں نرمی کرتے ہوئے آپ کو درج ذیل تین مقامات میں سے کسی ایک میں جلسہ پروگرام منعقد کرنے کی اجازت دیتی ہے اُس میں پہلا میونسپل کمیٹی گراؤنڈ، بوائز ڈگری کالج اسٹیڈیم، ماڈل ہائی اسکول گراؤنڈ، اچھا انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہر ڈپٹی کمشنر صاحب نے اجازت

نامہ دے دیا انہوں نے میونسپل کمیٹی گراؤنڈ میں جلسہ کا اعلان کیا اور کیا ہوا جناب اسپیکر صاحب! انہوں نے جلسہ کیا 9 تاریخ کو تو رات کو انہوں نے تمام اُس کے ساؤنڈ سسٹم کو DC صاحب نے انتظامیہ نے وہ اٹھا کر لے گئے۔ کرسیاں اٹھا کر لے گئے جہاں پر کمبل بچائے گئے جلسہ گاہ میں وہ اٹھا کے لے گئے تو جنرل ضیاء فوجی آمریت میں بھی اس طرح نہیں ہوتا تھا، اچھا پھر صبح سویرے انہوں نے جلسہ گاہ کے تمام دروازے بند کر دیے، یہاں سے قلعہ سیف اللہ سے ہماری یہاں، ہماری ایم پی اے صاحبہ تھی محترمہ عارفہ صدیقی صاحبہ اور ارمان لوئی شہید کی ہمیشہ اڑانگہ لوئی، ثناء اعجاز اُن کے ساتھ کوئی دس خواتین تھی وہ گاڑیوں نے جا رہے تھے اس حد تک میں کیا، الفاظ استعمال کروں انہیں روکا گیا۔ لورالائی شہر میں اندر داخل ہوتے ہی پولیس نے انہیں روکا، انہیں جا کر کے اندر جس بیجا میں رکھا، پولیس تھانے میں، یہاں مجھے ہمیں اطلاع ملی، میں گیا چیف سیکرٹری کے پاس میں نے انہیں کہا کہ یہ آپ کیا کر رہے ہو؟ جب پورا شہر اُٹ آیا تھانے کے سامنے جمع ہو گیا تو انہوں نے جا کر کے پھر ان خواتین کو وہاں سے چھوڑ دیا۔ جناب اسپیکر! پھر جب جلسہ ہوا، جلسہ کے بعد یہ تین F.I.R، تین F.I.R وہاں لورالائی تھانے میں یہ تین F.I.R یہ وہاں 34 بندوں کے خلاف ایف آئی آر درج ہوا کیوں؟۔ اُس نے کیا کیا تھا کوئی گملا توڑا؟۔ کسی کی دکان کو نقصان پہنچایا؟ کیا کیا؟ کچھ بھی نہیں کیا بس انہوں نے جا کر کے ایف آئی آر 34 بندوں کے خلاف اور پھر جا کر کے جب کل ہی وہ تمام بندے آ کر یہاں ہائی کورٹ میں پیش ہوئے اور ہائی کورٹ معزز عدالت عالیہ نے ان تینوں ایف آئی آر کو انہوں نے suspend کر دیا۔ اب کہا گئی حکومت؟ کیا وزیر داخلہ صاحب، اس Deputy Commissioner اس SSP کے خلاف آپ کا روائی کریں گے؟ جنہوں نے ناجائز عوام کے خلاف تحریر و تقریر کرنے پر اُن کے خلاف ایف آئی آر درج کیا اور پھر جب ایف آئی آر ختم ہوا پھر جا کر کے ملا، بہرام کو، قاسم اچکزئی کو اور پھر عبدالغفار اور تماخیل کو اُن کو جو ہے یہ order ہے جناب وائسرائے ہند صاحب کا انہوں نے عبدالغفار ہے ولد حاجی امیر محمد، قاسم، اوتمائیل اور ملا بہرام اور مسٹر محمد قاسم اچکزئی کو 16 ایم پی او کے تحت انہوں نے اس کو arrest کیا۔ جس 16 ایم پی او کے تحت arrest کیا وہ already F.I.R میں درج ہے F.I.R کو نہ صرف سیشن کورٹ نے انہیں ضمانت دی اور نہ صرف یہ کہ معزز عدالت عالیہ نے تینوں ایف آئی آر کو suspend کیا آج آپ نے ان تین بندوں کو کس لیے جیل میں بیٹھایا ہوا ہے؟ ملا بہرام کو خضدار جیل لے کر گئے، قاسم اچکزئی اُنکے ساتھ اور دوسرا ایک بوڑھا شخص عبدالغفار اور تماخیل کو اُس کو شاید اب کو بیٹھ جیل لائے ہیں اب ابھی مجھے اطلاع ملی ہمارے پارٹی کے دوستوں کے گھروں پر اس وقت رات کو چھاپہ لگا، سردار گل مرجان کبزئی کے گھر، مصطفیٰ کمال کے گھر، صفدر میمن وال کے گھر، آج اُنکو relief ملی کل عدالت سے، ابھی سردار گل مرجان کبزئی وہ

ضلع ژوب، پورے ژوب ڈویژن کا بہت معتبر خاندان سمجھا جاتا ہے وہ سردار مراد خان کبزی کا پوتا ہے سردار اختر کبزی کا بیٹا ہے ابھی ضلعی انتظامیہ نے جناب اسپیکر! آپ بہتر جانتے ہیں اس خاندان کو، ابھی ڈپٹی کمشنر صاحب نے حکم صادر فرمایا ہے کہ آپ کا شناختی کارڈ آپ کا لوکل سرٹیفکیٹ cancel ہو گیا، یہ تو پہلے انگریز کے دور میں بھی اس طرح نہیں ہوتا تھا، یہ کسی مارشل لاء کے دور میں اس طرح ہوتا تھا مجھے افسوس ہے کہ شاید وزیر داخلہ صاحب آپ کو پتہ ہے ان تمام چیزوں کا کیا؟ یا اوپر اوپر حکم پر سے نادیدہ قوتیں یہ سب کچھ کر رہی ہے، خفیہ لوگ یہ سب کچھ کر رہے ہیں، کیا آپ کسی کا شہریت ختم کر دے کس کو حق حاصل ہے؟۔ اس آئین کے تحت کس کو حق حاصل ہے؟۔ کسی ڈپٹی کمشنر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی کا شناختی کارڈ کسی کا لوکل سرٹیفکیٹ وہ جو ہے cancel کر دیں؟۔ خدارا ان چیزوں کو آپ نوٹ کریں اس پر فوری action آپ اٹھالیں، ڈپٹی کمشنر سے جواب طلبی کریں کہ آپ نے کیوں ان بندوں کو خضدار جیل بھیجا ہے ملا بہرام، قاسم اچکزئی اور عبدالغفار کو یا امتاخیل کو آپ نے کس جرم کی پاداش میں آپ نے اس کو بند کیا ہے؟ ہائی کورٹ نے تو اُس کا جو FIR ہوا ہے اُس کو ختم کیا suspend کیا۔ جناب اسپیکر! اور جو جن بندوں کا میں نے ذکر کیا جو نجی جیل خانوں میں جو اغواء ہوئے ہیں جن کا میں نے نام لیا ہے kindly آپ سے request ہے کہ خدارا ان بندوں کو آپ بازیاب کرائیں۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ ہرنائی میں واقع ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب تھوڑا مختصر کر دیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ہرنائی میں مسجد میں ایک تبلیغی جماعت آئی ہوئی ہے ایک سپاہی بچارا، تبلیغی جماعت کو guide کر رہا ہے اُس کو مسجد تک پہنچایا اندر سے جو ہے اس سپاہی پر حملہ ہوا وہ سپاہی ہرنائی میں وہ بچارا شہید ہوا، تو ہرنائی میں ابھی خوست کے علاقے میں پچھلے روزوں میں واقعہ ہوا آج دو تین دن پہلے پھر ہرنائی کے خوست میں واقعہ ہوا۔ اس دہشت گردی کے پیچھے کون سے ہاتھ کار فرما ہیں؟ کون کر رہا ہے یہ دہشت گردی؟۔ پھر ایف سی والوں نے ایک خاندان کے پانچ، چھ بندوں کو اٹھایا پھر اُن کے وہاں دکانیں تھی دکانوں کو Bulldoze بالکل دکانوں کو اُس کا صفایا کر دیا۔ اب ہرنائی خوست یہ پہاڑ کے پیچھے آپ کا خوست کا علاقہ ہے زرغون غر ہے اُس کے پیچھے ژردالو کا علاقہ ہے پھر خوست ہے پھر شاہ رگ ہے پھر ہرنائی ہے یہاں تک لوگ کیسے پہنچتے ہیں یہ دہشت گرد؟ اس کے لئے میں نے پہلے آپ سے request کی تھی کہ ان تمام واقعات کا کیوں آپ لوگ facts finding commission آپ نہیں بناتے ہو؟۔ یہ دہشتگردی لال کٹائی میں واقعہ ہوا، چھ لیویز اہلکار شہید ہوئیں ہم نے مطالبہ کیا کہ آپ fact finding commission بنائیں، نہیں بنایا گیا، سردار احسان اللہ ڈمڑ کے گھر پر آئے لوگ چھاپہ پڑا پھر وہ جا کر کے انہوں نے معذرت کی ہل چمن میں، کل چمن میں جناب اسپیکر!

پورا دن ہڑتال رہا پرسوں وہاں کے بڑے قبائلی شخصیات ہیں ان کے بیٹوں کو دن دہاڑے کوٹھ سے team گئی ہے ان کو اٹھایا کس جرم کے پاداش میں؟ بتایا جائے عوام کو کہ چین میں جو واقعہ ہوا اس کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا، ایک ماہ پہلے فیض اللہ خان نور زئی کے خلاف ہوا تھا اس کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا؟۔ ان تمام چیزوں کو آشکارہ کریں جناب وزیر داخلہ صاحب یہ تمام چیزیں عوام کے سامنے لائی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ آپ کا time پورا ہو گیا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: بالکل جناب اسپیکر! میں آپ سے request کرتا ہوں کہ وہ مہنگائی تو اب وفاقی حکومت کا تو ماشاء اللہ کوئی بندہ ہے ہی نہیں اور نہ کوئی وزیر ہے اور جناب اسپیکر! مہنگائی کی کیا صورتحال ہے جس ملک کا جناب اسپیکر! یہ economics کا سوال ہے جس ملک کا GDP وہ شرح آبادی سے نیچے جائے تو اس ملک کی تباہی و معاشی بربادی اور تباہی کا جو ہے نا وہ آخری زینہ ہوتا ہے۔ آج آپ کا یہی ratio چل رہے ہیں۔ آج آپ کا GDP شرح آبادی سے نیچے چلی گئی ہے اس تمام ہمسایہ ممالک سے سب سے کم GDP آپ کے اس ملک کا ہے اور مہنگائی کی جناب اسپیکر! آٹے کی کیا صورتحال ہے؟ گوشت کا کسی middle class کا بندے کا گوشت کھانا وہ تو اب ناممکن سی بات ہے۔ ایک ہزار روپے ایک کلو کی۔ ایک ہزار روپے جناب اسپیکر! آٹے کی 20 روپے کلو کی جو تھیلی ہے وہ ایک ہزار گیارہ سو روپے تک پہنچ گئی ہے۔ چینی کی قیمت کہاں تک پہنچی ہے۔ واہ بھائی واہ، کل اُن کا اجلاس آیا تھا کہ وہ اُلٹا ہی اُنہوں نے چینی اور آٹے کو مہنگا کر دیا وفاقی کابینہ نے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مہنگائی نے عوام کا ایسا جینا دو بھر کر دیا کہ کوئی بھی عوام سے آپ پوچھے۔ عام لوگوں سے آپ پوچھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ کا time پورا ہوتا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: عام لوگوں سے آپ پوچھے جناب اسپیکر کہ لوگ اتنے تنگ آچکے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت جو ہے نہ وہ عوام کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ جب حکومت عوام دشمن اقدامات شروع کرتی ہے جب constitution کی پامالی ہوتی ہے پھر عوام کو روکنے والا کوئی بندہ نہیں ہوگا۔ پھر عوام اُٹھے گی اور پھر حکمرانوں کے گریبانوں تک پہنچ جائیگی اور اُن کو ایوانوں سے نکالے گی۔ پورا ملک جلسہ گاہ میں تبدیل ہوا ہے۔ پورا ملک میں احتجاج ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ کا time پورا ہو گیا ہے آپ تشریف رکھے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں کہتا ہوں جناب اسپیکر کہ حکومت کو کیونکہ باقی حکومت ایک ہمارے وزیر داخلہ صاحب ایک مشیر صاحب تشریف فرما ہیں باقی حکومت اتنی غیر سنجیدہ ہے یہاں اتنا اچھا بحث ہو رہا تھا ہم نشاندہی

کر رہے ہیں لیکن حکومت اس کو سنجیدہ نہیں لے رہی ہے۔ ایک کام ڈیڑھ سال میں اس حکومت نے آج تک شروع نہیں کیا ہے۔ ایک ہمارا cancer hospital تھا اُس کو حکومت نے کھالیا ہڑپ کر لیا کسی اور جگہ منتقل کیا۔ ہمارا ایک cardiac hospital تھا وہ کونٹہ شہر میں بننا تھا اُس کو ہڑپ کر کے وہ اندر لے گئے۔ جناب اسپیکر یہ حکومت ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں اتنا ہی کہوں گا:

کہ محبت گولیوں سے بوری ہو وطن کا چہرہ خون سے دھور ہے ہو
گمان تم کو کہ رستہ کٹ رہا ہے یقین مجھ کو کہ منزل کھور ہے ہو۔

thank you جناب اسپیکر بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ جی میڈم شاہینہ کا کڑ۔

محترمہ شاہینہ کا کڑ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ یہاں پر اسمبلی میں نصر اللہ زیرے نے ابھی بات کی ہے کہ کان مہترزئی اور مسلم باغ کا area جو ہے دس دن سے national highway road بند تھی۔ مگر اس کو یہ غلط فہمی ہے کہ 10 دن سے national highway road بند ہے۔ وہاں کے MPAs مولوی نور اللہ صاحب ہیں، وہ مطمئن ہیں، اور خانوزئی کے MPA واحد صدیقی صاحب ہیں وہ مطمئن ہیں۔ PDMA سے بھی مطمئن ہیں۔ CM سے بھی مطمئن ہیں، اور چیف سیکریٹری سے بھی مطمئن ہیں، اور گورنر صاحب سے بھی مطمئن ہیں۔ تو وہاں پر میں جناب اسپیکر صاحب پہلے ہی دن سے میں انتظامیہ اور DC صاحب سے میں رابطے میں تھی کہ national highway روڈ کھولے گئے ہیں یا نہیں کھولے گئے ہیں۔ پھر اُس کے ایک دن بعد national highway روڈ پر سفر شروع ہوا تو پھر DC نے بات کی ہے کہ national highway road clear ہے شاہینہ! آپ ابھی آسکتے ہو اپنے علاقے کی visit کر سکتی ہو کہ کون سی area جو ہیں بند ہیں آپ کو پتہ ہے۔ تو میں وہاں گئی تھی کان مہترزئی کے علاقے جو ہے وہ میرا ہے وہاں پر میرے اپنے عزیز لوگ وہاں پر رہتے ہیں۔ تو وہاں پر میں گئی تھی جو جو علاقے زیادہ متاثر ہوئے ہیں پہلے میں نے اُن کا area بتایا تھا کہ ان لوگوں کا clear کرنا ہے روڈ۔ تو اُس time دو کلی کا راستہ جو ہے وہ اُس وقت پر بند تھی تین دن مطلب بند تھے اُس کے راستے۔ وہ جو ہے بہت پہاڑی علاقے میں ہے، وہاں سب کو پتہ ہے گجری علاقہ جو ہے اور آغا ستانزئی جو ہیں وہ area جو ہیں بہت متاثر ہوئے ہیں اور اس سے میں نے چیف سیکریٹری سے بھی بات کی ہے، گورنر سے بھی بات کی ہے اور PDMA والوں سے بھی بات کی ہے۔ انشاء اللہ یہ دو area کے لیے بھی مجھے امدادی سامان دیں گے۔ میں اپنے ہاتھوں سے اُن کو دے دوں گی۔ اور یہاں پر اپوزیشن والوں نے تقسیم بھی کی ہے PDMA کا سامان۔ اور ابھی

تک یہ لوگ یہ بھی نہیں مانتے ہیں کہ ہم لوگ مطمئن ہیں۔ ہاں یہ تو غلط فہمی ہے اس کی کیوں کہ یہاں پر میں ابھی تو ہم نے social media پر بھی آرہے ہیں کہ جس جس نے تقسیم کی ہے جس جس نے تقسیم نہیں کی ہے۔ اور یہاں پر واحد صدیقی کہہ رہے ہیں کہ میں مطمئن نہیں ہوں، کیوں گورنر صاحب آئے آپ کے پاس اور آپ بھی اُس time پر visit کرنے کے لیے موجود تھے۔ تو آپ کیوں مطمئن نہیں ہیں آپ کی علاقے کو سامان دے دیا ہے اور AC بھی میرے ساتھ رابطے میں تھے خانوزئی کاریزات کی AC، اور DC قلعہ سیف اللہ قائم لاشاری DC پشین کا وہ بھی میرے ساتھ رابطے میں تھی۔ اور زیادہ سے زیادہ جو متاثر ہوا ہے وہ میری علاقہ ہے کان مہترزی اور مسلم باغ area جو زیادہ متاثر ہوا ہے۔ یعنی یہاں پر نصر اللہ زیرے کو غلط فہمی ہے اس کو کہ دس دن بالکل نیشنل ہائی وے روڈ بند نہیں تھی۔ پانچ دن میں تو میں نے سارے علاقے کا روڈ جو ہے میں نے clear کیے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں وہاں پر ٹھیک ہے انتظامیہ کے پاس heavy machinery کی ضرورت تھی وہ heavy machinery نہیں تھی۔ تو پچھلے حکومت کے دور میں بھی اس طرح کی برف باری ہوئی تھی۔ تو یہ وہاں کے یہ تو اس کے سوال ہیں یہ اپنے سوال جو ہیں ہم لوگوں کے حکومت پر ڈال دیے ہیں۔ انشاء اللہ ہم لوگوں کے CM نے وہاں پر visit کیا ہے، گورنر صاحب نے by-road آ کے اُس نے visit کی ہے۔ اور علاقے کے لیے سامان بھی تقسیم کیا ہے۔ اور چیف سیکریٹری نے بھی تقسیم کیا ہے چیف سیکریٹری نے بھی متاثر علاقوں کا سامان کے لیے اُس کو relief بھی دے دیا اور یہاں پر helicopter کے ذریعے سے بھی ضیاء لانگو نے سامان relief کیا تھا۔ میں خود وہاں پر موجود تھی دو تین دن تو میں نے خود دیکھا ہے کہ helicopter کے ذریعے سے سامان تقسیم ہو رہی تھی۔ اور پھر اُس کے بعد جو national highway road کھولے گئے تھے راستے کھول گئے تھے کئی والوں کی تو میں اپنی گاڑی میں جس جس کے گھر میں وہاں گئی وہاں کے مرد حضرات بالکل کوئی بھی نہیں تھے تو میں اپنی گاڑی میں سامان لے گئی اُن لوگوں کو دے دیا تھا جو لوگ تھے۔ آپ لوگوں کو میں وہ picture بھی دکھا سکتی ہوں۔ اور آپ لوگوں نے خود بھی دیکھا ہے کہ کون سی علاقوں میں کون سے MPAs تھے اُس علاقے میں اور کون سے MPAs وہاں پر موجود تھے۔ اور وہاں پر میں حکومت کی نمائندگی کر رہی تھی ویسے تو میرا علاقہ وہاں پر نہیں ہے میں تو اپنی حکومت کی نمائندگی وہاں پر کر رہی تھی کہ اچھا ہو کہ میں اپنے حکومت کی نمائندگی کر لوں وہاں پر اور لوگوں کا حوصلہ افزائی بھی ہو رہی تھی۔ تو وہاں کے لوگ CM صاحب سے بھی مطمئن ہیں اور PDMA والوں سے بھی مطمئن ہیں اور ضیاء بھائی سے بھی مطمئن ہیں گورنر سے بھی اور چیف سیکریٹری سے بھی مطمئن ہیں۔ کیونکہ وہ آگے تھے اُس نے by road آ کر visit کیا تھا چیف سیکریٹری اور گورنر صاحب نے۔ اور ہم لوگ بھی CM صاحب کے مشکور ہیں۔ اور انشاء اللہ جو جو

علاقے میں نے بتائے ہیں راخا سلطان زئی ہے اور کنجی area ہے، ان کے لیے میں بھی PDMA کا سامان پہنچا دیتی ہوں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ میڈم شاہینہ کا کڑ۔ جی میرضیاء اللہ لاگو صاحب۔ مولوی صاحب! آپ اپنی بات کریں اُس کے بعد ثناء بھائی مختصر بات کر کے پھر حکومتی اریکین اس پر اپنا مؤقف پیش کریں۔

حاجی عبدالواحد صدیقی: جناب اسپیکر صاحب! آپ کی بڑی مہربانی! چونکہ ایجنڈے کا پہلا شق حالیہ شدید برف باری کا ہے۔ میرے خیال میں اس برف باری کے پورے area میں جہاں میرا حلقہ پڑتا ہے۔ اُن کے 26 یونین کونسل میں سے 23 یونین کونسل بند پڑے تھے۔ گویا کہ سب سے متاثرہ علاقے میرا ہی ہے۔ تو جناب والا جس area میں برف پڑی ہے۔ national highway ہمارے وسط میں گزرتی ہے۔ جہاں تک میرا area پڑتا ہے ہم نے تو کھول کر رکھ دی تھی۔ حکومت کے اہلیت اور نااہلیت کا آپ اس سے اندازہ لگالیں کہ کان مہتر زئی اور مسلم باغ کے درمیان صرف 15 کلومیٹر area پڑتا ہے۔ پورا گورنمنٹ، PDMA، NDMA سارے وہاں جا کے camp لگا رکھے تھے۔

(آذان عصر)

حاجی عبدالواحد صدیقی: تو جناب عالی! سات دن یہ لوگ پسے رہے جس کو ہم نے rescue کیا تھا خانوزئی کے area میں ہمارے علاقے کے لوگوں نے اپنے بیٹھک کھول کر ان لوگوں کو یہاں رکھا ہیں اور مسلم باغ میں جس طرح زیرے نے فرمایا کہ عثمان لالانے مولوی نور اللہ صاحب نے اپنی بیٹھکیں کھول کر وہ اپنی مدد آپ کے تحت سب کچھ کیا۔ گورنمنٹ کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے گورنمنٹ تو صرف ہیلی کاپٹر میں آ کے میں نے خود دیکھا اوپر اوپر سے جائزہ لے کر پھر واپس چلے گئے۔ اور جہاں تک میرا حلقہ پڑتا ہے تو بہ کا کڑی اور دیگر علاقوں ہیں آپ اُن سے یہ پوچھا جائے کہ آپ کی پوری security آپ کا پوری PDMA، آپ کا ذیلی انتظامیہ کہاں سو رہی تھی۔ سب سے پہلے دوسرے یا سرے دن غالباً میں خود پہنچا ہوں۔ وہ راستہ میں نے کھول کر دیا ہے۔ اور graders اور dozers یہاں پرائیوٹ ہم نے arrange کیے تھے۔ پرائیویٹ یہاں ہلبیلی سے اور شیخ ماندہ سے ہم نے arrange کر کے دے دیا C&W کے ذریعے۔ ہمیں یہ مسئلہ نہیں ہے کہ لوگ کیوں پھنسے رہے اللہ کی رحمت ہوئی ہے کافی سالوں سے خشک سالی تھی لیکن یہ ان نااہل حکومت کی وجہ سے اللہ کی رحمت ہم محفوظ نہ رکھ سکے۔ اور اللہ کی یہ رحمت عوام کے لیے زحمت بن گئی۔ اور اسی دوران ہمارے اس area میں تقریباً 5 افراد کی death ہوئی ہے۔ تین برشور میں اور دو بوستان میں، ابھی تک اُن کو کوئی ایک تھیلہ اس طرح فرما رہے ہیں کہ دو کلو چینی اور دو کلو دال اور

چاول۔ کیا یہ مدد ہوا کرتی ہے اس کو آپ امداد کہتے ہیں۔ لیکن ہم نے کئی بھی کسی سے یہ درخواست نہیں کیا کہ ہمیں امداد دی جائے یہ خود اپنے سیاسی فرض پورا کرنے کے لیے میں نے ایک تھیلہ بھی ان سے وصول نہیں کیا۔ وہ اپنے اُن چینونوں کے ذریعے جو بندے ہر MPA کے خلاف اُس نے حلقوں میں چھوڑے تھے۔ کوئی منشی بن کے بیٹھا ہے، کوئی assistant بن کے بیٹھا ہے۔ اور کوئی Focal person بن کے بیٹھا ہے۔ اُنہی کے ذریعے یہ سامان تقسیم کرتے رہے اور یہ بھی بتاتا چلوں کہ سامان مستحقین کو نہیں ملا ہے۔ بلکہ اُن کے صرف اپنے کارندوں اور اپنے ورکروں کو ملا ہے۔ تو جناب والا یہ حکومت یہ عوام کی حکومت نہیں ہے۔ جس نے منتخب کیا ہے وہ selector اُس پر سوچے کہ ہم نے کس طرح کے بندوں کے ہاتھوں حکومت دے دی ہے۔ کیا اس میں یہ اہلیت ہے کہ کسی بھی حادثاتی واقع کو مطلب نہیں کر سکتا ہے۔ لہذا پورا علاقہ میرا آج تک بھی بند ہے۔ برف پگھل گئی ہے ندی نالیاں آگئے وہاں راستے سرے سے ہی نہیں ہے۔ ندی نالوں میں لوگ جا رہے ہیں تو اُس ندی نالوں میں آج تک کوئی ایک مہینے ہو کر گزرا ہے۔ اُن لوگوں کے گاؤں تک بس جایا کرتی تھی وہ ابھی تک روکے رکھا ہے۔ میں نے کل ہی DC صاحب کو کہا تھا کہ راستے ابھی تک بند ہیں۔ شاہینہ تو کہہ رہی ہے کہ تین دن میں کھل گئی راستے لیکن پرسوں بھی میں نے توبہ کے ایک گاؤں کو ایک ٹریکٹر بھیجوایا ہے۔ خود arrange کر کے میں نے بھیجوایا ہے۔ 35 ٹریکٹر میں نے رکھے تھے یہ روسی ٹریکٹر، ان کے بندے کہاں تھے وہ تو آ کے صرف ایک فوٹو سیشن کر کے چلے جاتے تھے۔ یہ PDMA والے بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ صرف اور صرف آ کے NHA میں گھوم رہے تھے۔ باقی جو، کون چوغی جو ملک صاحب کا آبائی گاؤں ہے وہاں کوئی گیا ہے PDMA والے کوئی گیا ہوا ہے۔ یہ سب کچھ ہم دیکھ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے ضیاء صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ کی فوٹو سیشن میں خود گیا تھا پرسوں نہیں ترسوں ظہور بلیدی صاحب آئے ہوئے تھے پشین وہ لیویز اہلکاروں کو وہ اسناد تقسیم کرنے کا کردگی کی، میں تھا تو میں نے وہاں احتجاج کیا کہ ظہور بلیدی صاحب آگئے اُن کو پشین کے پورا مہینہ یہاں پر چونکہ عذاب گزری ہے اُن کو کیا پتہ ہے۔ DC صاحب اُٹھ کے کھڑے ہو گئے کہ سب کچھ ٹھیک ٹاک ہے ہم نے یہ کیا ہم نے وہ کیا۔ میں نے کہا مجھے بھی موقع دوتا کہ میں بھی اپنا observations رکھ دوں کہ آپ نے کیا کیا۔ جہاں تک لاشاری صاحب کا ذاتی تعلق ہے وہ ایک نیک انسان ہے ظاہر ہے بھاگ دوڑ وہ کر رہے تھے ہر کئی پہنچ رہے تھے لیکن ہم ساتھ تھے۔ توبہ سب سے پہلے میں گیا ہوں۔ روب ملازئی سب سے پہلے میں گیا ہوں، دمڑان وٹھلان تک سب سے پہلے میں گیا ہوں ان کا کوئی بندہ نہیں آیا ہے۔ ظاہر ہے وہ ایک انتظامیہ آفیسر ہے اُس نے تو خود جانا ہے وہ خود تو نہیں گئے بلکہ اُن کا AC گیا تھا اسٹنٹ کمشنر گیا تھا۔ لیکن جہاں تک سامان کی تقسیم کی بات ہے صرف اپنے ورکروں میں تقسیم کر رہے ہیں۔ کل بھی اُس نے

دوڑک میرے خیال تباہہ کا کڑی میں پتہ نہیں کہاں لیکر گئے تھے۔ لہذا ہم یہ تجویز دے رہے ہیں کم از کم اس برف باری کا آپ کا 15,20 دن پہلے علم تھا آج کے اس جدید دور میں 15.20 دن نہیں بلکہ مہینہ پہلے آپ کو اطلاع مل جاتی ہے کہ یہاں برف باری آئی والی ہے۔ کیوں اس سے پہلے آپ نے انتظام نہیں کیا تھا grader کا۔ پورے پشین میں C&W کا ایک ہی grader ہے اُس کو میرے خیال میں 50 سال پورے ہو گئے۔ اور صرف ایک ہی grader اور اُس ایک ہی grader کے ذریعے سے پورے district کو سنبھالنا کسی کی بس کی بات نہیں ہے۔ ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ اگر واقعی آپ کی good governance کی حکومت کی تو ہفتہ پہلے یہ چاہئے تھا کہ آپ وہاں سینیٹر بنا لیتے وہاں سب کچھ پہنچا دیتے پوری مشینری تب یہ مسئلہ نہیں بڑھتا۔ اگر ہفتہ پہلے آپ کی مشینری پہنچ جاتی تو پھر راستے بند نہ ہوتے۔ لیکن آپ کی نااہلی کی وجہ سے اور آپ کی سستی کا ہلی اس وجہ سے اب تک لوگ بند پڑے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ صدیقی صاحب آپ کا وقت مکمل ہوا۔ جی ملک نعیم بازاری صاحب۔

حاجی عبدالواحد صدیقی: sir ایک ضروری مسئلہ ہے گزشتہ دنوں ہمارے میرے خیال میں کوئی تین جوان بیٹے ملک فیض اللہ کے اور ایک کا ہمارا بندہ دُکی کا ان مقام میں کام کرتے ہوئے شہید ہو گئے ہیں۔ لہذا آپ کے توسط سے جام کمال صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ کم از کم ان چار جوانوں کے انتہائی غریب ہیں، اس وجہ سے روزگار نہیں ہے، وہ دکی جا کر محنت مزدوری کر رہے تھے شہید ہو گئے ان کے لیے کم از کم جام صاحب کچھ کریں تاکہ تھوڑا بہت وہ زندگی رک نہ جائے اور وہ چل پڑے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ جی ملک صاحب!

ملک نعیم احمد بازاری: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہہ رہا ہوں یہاں بارشیں جب ہو رہی تھی تو جب پہلے بارشیں نہیں ہوتا تھا تو ہم لوگ نکلتے تھے اللہ پاک سے دعا مانگتے تھے کہ اللہ پاک بارش کریں یا رحمت بارش وہ کریں۔ تو جب اللہ پاک کی رحمت ہو گئی تو ابھی لوگ بھی ابھی ہم لوگوں کو خیرات کرنا چاہئے تاکہ اللہ پاک سے ہم خوش ہیں کہ بھی برف باری ہوئی ہے تو ابھی اگر کچھ ایسا نقصانات ہوئے ہیں یا راستے کا معاملہ ہے سب سے پہلے ہم نکل گیا تھا کچلاک کاروڈ میں clear کیا۔ اس طرح اصغر خان چمن میں تھا۔ ایسا بی بی شاہینہ وہاں پر تھی مسلم باغ آپ کا بھی میرا خیال اسفند یار کا کڑ تھا وہ نکلا تھا تو ہاں ڈپٹی اسپیکر بھی اپنے علاقے میں گیا۔ تو اس طرح AC-DC سب لگے ہوئے تھے ہر ایک یہ کوشش کر رہا تھا کہ مشینری لائے اپنا علاقہ clear کرے۔ میں نے ہر جگہ پر باقاعدہ facebook پر میں نے وہ کیا تھا کہ بابا اس نمبر پر رابطہ کرو۔ اگر مریض ہو یا جو بھی ہے تو

ہم لوگوں سے رابطہ کریں گے۔ اس طرح ہر ایک نے کوشش کی تھی۔ ابھی کچھ بھائی لوگ کہہ رہے ہیں کہ بھائی نہ مشینری تھی نہ کچھ PDMA کا سامان تھا PDMA کا میں گواہ ہوں سارا سامان بالکل جو ہے تقسیم ہوا ہے ہر جگہ پر کوئی ایسی جگہ نہیں ہے۔ تو خود اسکی تحقیقات کریں۔ شکر یہ اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ ملک صاحب! جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب میرے محترم دوست دو تین موضوعات پر بات کر رہے ہیں اسمبلی کا اہم اجلاس ہے۔ بلوچستان کے وہ کیا کہتے ہیں جلتے ہوئے یا سلگتے ہوئے، معاملات پر، اور ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ کیونکہ جب اپوزیشن اجلاس طلب کرتا ہے بالخصوص جب اپوزیشن اجلاس طلب کرتی ہے۔ اُس میں جب اہم معاملات کی نشاندہی کرواتی ہے تو وہ یہ نہیں ہے کہ معاملات گزر گئے ہیں بلکہ یہ درپیش ہے اُس وقت اور یہ مستقبل قریب میں دوبارہ درپیش ہو سکتے ہیں۔ لہذا اس اجلاس کا مقصد ہوتا ہے ایک قومی مکالمہ ایک صوبائی سطح کا مکالمہ، جس میں کچھ غلطیاں اگر ہم سے ہوئی ہیں تو اُن سے سبق سیکھا جائے۔ جو کہتے ہیں lesson learn یعنی ہم نے اُن سے کیا سبق سیکھا۔ اور اُس کے بعد آئندہ جو ہے اس سلسلے میں ہم سے کوئی غلطی نہ ہو۔ یہ کسی بھی مجلس کا کسی بھی اجلاس کا، کسی بھی اس طرح کے forum کا جو ہے وہ objective ہوتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے یہاں تو ہمارے جو حکومتی اراکین ہے اُن میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے، سننے کے لیے بھی کوئی تیار نہیں ہے۔ ذمہ دار جو ہمارے اہلکار ہے اُن کی بھی کمی یہاں پر محسوس کی جا رہی ہے۔ اور مجھے افسوس اس بات کا ہوا کہ کہتے ہیں کہ جی مہنگائی جو ہے وہ دراصل جو ہے اشیائے خورد و نوش کی اُس کا تعلق وفاق کے ساتھ ہے صوبے کے ساتھ نہیں ہے۔ لہذا اس کو ہم زیر بحث نہیں لاتے مجھے تو خود بڑی حیرت ہوئی بلوچستان میں مہنگائی کا براہ راست تعلق کیونکہ ہم سارے federating unit ہے۔ جو وفاقی حکومت ہے اُس کی بالکل پالیسیاں وہ جو وفاقی وحدتیں ہیں اُن کی سفارشات پر مرتب ہوتی ہے۔ اگر مضبوط وفاقی وحدتیں ہو، مضبوط صوبائی حکومتیں ہو، visionary صوبائی حکومتیں ہوں، وہ اگر یہاں پر ground پر چیزوں کو دیکھتے ہیں، محسوس کرتے ہیں debate کرتے ہیں۔ یہ جا کے مختلف forum پر وفاقی حکومت کی جو policies ہیں اُن کو direct کرتے ہیں اُن کو guide کرتے ہیں۔ اس لیے پاکستان economically، ستر، اسی سالوں سے پیچھے جا رہا ہے۔ کیونکہ یہاں پر provincial governments کی federal governments کی جو بھی بڑے ہمارے agencies ہے اُن کے مابین نہیں ہے۔ میں آتا ہوں جناب والا برف باری اور سیلاب کی طرف۔ بلوچستان میں آپ دیکھے رہے ہو گئے کہ میں نے کل بھی یہ بات دہرائی اتنا بڑا کوئی برف نہیں پڑا، اتنی بڑی کوئی بارشیں نہیں ہوئی

اتنی زیادہ جو ہے ہمارے پاس قدرت کی طرف سے طوفان نہیں آیا۔ کہ جتنا اگر دیکھا جائے اس سے بڑے طوفان جو ہے ہر سال ہر تین چار مہینے میں بڑے بڑے اور وہ بھی developed countries میں آتی ہے۔ ایسے ممالک ہیں جہاں پر 8 سے 9 مہینے مسلسل برف پڑتی ہے۔ لیکن وہاں پر ایک گھنٹے کے لیے بھی سٹرکیں بند نہیں ہوتی ہے airports بند نہیں ہوتے، وہاں پر آپ کی لوگوں کی ہلاکت اموات کی بھی اطلاع نہیں ملتی، وہاں پر آپ کو یہ ڈرامہ بازی بھی نہیں ملتی کہ کسی نے جا کر تصویر کھچائی، کسی نے پانچ بندے نکلیں کسی نے سو بندے نکلوادیں۔ اور اُس کے بعد اسناد کی تقسیم کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ سب کچھ کیا ہے اندازہ کریں ایک صوبائی حکومت جس کی ملازمین کی تعداد کی 2 لاکھ 75 ہزار ہے۔ پورے جو ہمارے اس وقت جو بلوچستان میں جو ہمارے ملازمین کی جو تعداد ہے صوبائی حکومت کی وہ 2 لاکھ 75 ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ 2 لاکھ 95 ہزار ملازمین 75 ہزار frontior army 20، corps سے 25 ہزار بلوچستان میں deployed ہوگی۔ نیوی کے اہلکار ہیں Coast Guard ہے میری ٹائم سیکورٹی ایجنسیز ہیں۔ federal government کے ملازمین کو میں اس میں شمار نہیں کرتا ہوں۔ ایک صوبہ میں ایسے سمجھیں ساڑھے 4 سے 5 لاکھ کے قریب سرکار کے اہلکار ہیں یہ مشینری ہے یہ سرکار کے ہاتھ پاؤں ہیں بازو ہیں۔ اُس طرح جناب والا آپ کو جو nondevelopment کا expenditure ہے بلوچستان کا وہ 2 سو 57 سے، 2 سو 58 بلکہ 3 سواریں تک جا پہنچا ہے۔ یعنی سرکار یہ پیسے کیوں لیتا ہے؟۔ 3 سواریں، 5 لاکھ ملازمین صوبائی حکومت یہ اسی لیے کہ آپ کو ایک اچھی حکومت چلانی ہے۔ اگر میں کسی اپنی گاڑی میں rescue کرتا ہوں یہ میرا انسانی فعل ہے یہ میرا جو ہے اخلاقی فرض ہے میں کرو۔ لیکن حکومت کا جو فرض ہے وہ جو تین سواریں روپے، ہم سالانہ draw کرتے ہیں۔ تیل ہے سرکار کی گاڑیوں کی حساب میں نے یہاں نہیں کی سرکار کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں کتنا fuel ہے کتنے ملازمین ہیں ڈپٹی کمشنرز ہیں، کمشنرز ہیں، لیویز کے اہلکار ہیں، پولیس کے اہلکار ہیں۔ اس کے باوجود بھی کوئٹہ سے 7 میل کے فاصلے پر لوگ دو دو تین تک وہاں پر پھنسے رہے ہیں، لکپاس میں جو ہے لوگ دو دو تین تین تک پھنسے رہے، میں کل بھی یہ بات کہہ رہے تھا۔ بار بار دوہرانے سے ہمیں بھی شرم آتی ہے کہ اتنا technologically advance دور آپ کے ساتھ ہے آپ کو سب چیز کا پتہ ہے یہ زیر بحث ہی نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ ہم نے تو اُس دن جشن منانا چاہئے تھا لوگوں کے لیے اور بھی راستے کھول دینے چاہئے تھے، حکومت بلوچستان اور خصوصی ایک پروگرام کرتا لوگوں کے لیے وہ باہر نکلیں قدرت کی ایک خوبصورتی کو زیبائش اس برف باری کو دیکھ لیتا۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ اُس دن لوگ اپنے گھروں میں اور جو لوگ گاڑیوں میں سفر رہے تھے اپنے گاڑیوں میں قید ہو کر رہ گئے۔ یہ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر حکومت کی نااہلی کیا ہے کہ

حکومت کے پاس ایک اچھی planing اور development پالیسی نہیں ہے disaster کے حوالے سے۔ اس کو کہتے ہیں disaster risk reduction یا آپ rehabilitation کہیں یا اس کے بعد preparedness کہیں تیاری جس کو کہتے ہیں disaster کے حوالے سے ہمارے پاس ایک محکمہ ہے جس کو PDMA کہا جاتا ہے۔ اختر لانگو صاحب نے پہلے بات کی کہ PDMA کا سابقہ کردار یہی رہا ہے کہ procurement agency بن گئی ہے ایک دکان بن گیا ہے۔ جب کوئی بادل نظر آتے ہیں ادھر سے requisition جاتا ہے چاول، چینی، دالیں، ٹینٹ اور کیا کہتے ہیں چار پائیاں خریدنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہر disaster کا طریقہ کار یہی ایک ہے، اربوں روپے اس مد میں نکال لیے جاتے ہیں اور اُس کے بعد جہاں پر ضرورت بھی نہیں ہے یہ چیزیں بھیج دی جاتی ہے۔ میرا یہ مشورہ ہے کہ PDMA صرف پالیسی disaster preparedness کے حوالے سے وہ پالیسی formulate کریں۔ کسی بھی district میں ایک کلوچینی، چاول بھی کوئٹہ سے جانا نہیں چاہئے اُس کا transport cost اُس کی procurement cost کی ایمرجنسی میں آپ procurement کرتے ہیں اُس کا price tag وغیرہ وہ کتنا اوپر چلا جاتا ہے وہ تو الگ discussion ہے۔ تو لہذا تو ہونا یہ چاہئے تھا کہ اگر آج کی discussion میں ہوتی اب ہمارے بھی دوست سارے تھک گئے ہیں۔ مسائل بہت ہے یہ جب تک اس پر تفصیلی بات نہیں ہوگی بلوچستان کو ہر دفعہ ہر سال اسی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں آتا ہوں مہنگائی کی طرف۔ میرے دوست تفصیلاً اس پر بات کی بلوچستان میں مہنگائی کے دیکھیں دو factor پورے پاکستان میں ایک وہ ہے جس سے براہ راست اسلام آباد کی پالیسیوں سے وفاق کی پالیسیوں سے ہم متاثر ہو رہے ہیں۔ انرجی کے prices میں اضافہ، کیس کے prices میں اضافہ، بجلی کی قیمتوں میں اضافہ transport کی مد میں اضافہ یہ ساری چیزوں میں جب اضافہ ہو جاتا ہے تو automatically آپ کے مہنگائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جو بلوچستان میں اگر مہنگائی کو کم کیا جاسکتا ہے تو حکومت بلوچستان کو بیٹھ کر یہاں پر ایک پالیسی بنانی چاہئے۔ ہمارے پاس خداوند تبارک تعالیٰ نے وہ سارے وسائل دیئے ہیں کہ ہم بلوچستان میں مہنگائی کو بالکل inflation کو اور مہنگائی کو control کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس 12 سو کلو میٹر ایران کے ساتھ بارڈر share کرتے ہیں۔ ہم کبھی بھوک سے نہیں مرے تھے ہمارے یہاں کبھی مہنگائی اس حد تک نہیں بڑھی تھی۔ میرے پاس ایک چھوٹا statics data ہے یہ پاکستان کے food prices in Pakistan میں قیمتوں میں نہیں جاؤں گا اس کا ذکر دوستوں نے تفصیل کے ساتھ کیا۔ ایک چھوٹا سا صرف یہ خود حکومت پاکستان کا website پر کہ جو recommend minimum account of money

for food یعنی 2 ہزار 4 سو calories یہ western foods کا ہے۔ Asian foods کا 2 ہزار 4 سو calories کسی بھی ایک فرد کو ایک دن میں 3 سو 20 روپے کی recommended food کی calories چاہئے۔ اگر ایک بندے کو 3 سو 20 روپے یہ minimum ہے 3 سو 20 روپے اُس کے کھانے پر آپ خرچ کریں گے۔ تو ایسا سمجھو کہ وہ انسانوں والا خوراک کھا رہا ہے اس سے کم ہوگا وہ جانوروں والا خوراک میں شامل ہوگا malnutrition میں ہوگا غذائیت کمی میں ہوگی بھوک میں ہوگا۔ اب اندازہ لگائیں تو ایک شخص پر کتنا 9 ہزار 32 سو روپے۔ ایک فرد کے صرف 4 ہزار 2 سو calories کھانے پر جو ہے وہ خرچ ہو گئے۔ تو آپ اندازہ کریں ہمارے گھر میں آٹھ، دس لوگ ہر غریب کے بلوچ کے پشتون کے یہاں پر پنجابی، ہزارہ ہے جو کہ سب پورے پاکستان میں یہی pattern ہے۔ تو 6 بندوں کے یا 7 بندوں کے 9 ہزار 9 سو روپے پر ضرب دیں automatically جناب والا 60 سے 70 ہزار روپے صرف food کے حوالے سے خوراک کے حوالے سے اس میں بجلی شامل نہیں، تعلیم شامل نہیں، گیس شامل نہیں، transport شامل نہیں، کپڑے شامل نہیں، جوتے شامل نہیں، اس میں اُس کے سفر کے اخراجات شامل نہیں، اس میں اُس کے اچانک بیماری کے شامل نہیں یہ سب اگر شامل کر دیں۔ تو ایک فرد پر ایک خوشحال یا وہ کیا کہتے ہیں کہ مستحکم زندگی گزارنے کے لیے اُس کو 15 سے 20 ہزار روپے مہینے کے ضرورت پڑتے ہیں۔ ایک فرد کو اور آپ تنخواہیں دیکھ لیں اُس کے ساتھ اس کا comparison کر لیں۔ ایک گھر میں آپ کو کم از کم یہ ہے کہ اگر 10 افراد پر مشتمل گھر ہے تو آپ کو ڈیڑھ سے 2 لاکھ روپے کم از کم چاہئے ہو تے ہیں انسانوں جیسی زندگی گزارنے کے لیے امیروں نہیں۔ اور بلوچستان کو اللہ پاک نے یہ سہولتیں دی ہیں، آپ کے پاس بارڈر ہے آپ بارڈر ٹریڈ کر سکتے ہیں ایران کے ساتھ، آپ سستا تیل خرید سکتے ہیں۔ 18th amendment کے بعد energy کی منسٹری آپ کے پاس ہے، آپ سستی گیس بلوچستان اپنی گیس کمپنی بنائے یہاں پر گیس خریدے اور گیس supply کرے اپنے لوگوں کو۔ آپ اپنی fuel کے حوالے سے کمپنی بنائیں اپنا fuel import کریں کیوں کہ آپ کے distances زیادہ ہیں۔ بلوچستان میں 360 square-km پر ایک اسکول ہے کسی بچے کو اسکول پہنچانے کے لیے بھی موٹر سائیکل پر اُس کے باپ کو 25 سے 30 km کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان میں یہ چیزیں موازنہ نہیں کرتے۔ ہمارے ہاں غربت بڑھی بھی اس لیے ہیں کہ ہماری transport cost بڑھتی ہے۔ ہمارے food کی cost بڑھتی ہے، ہماری living cost بڑھ گئی ہے کیونکہ ہمارا area بڑا ہے۔ اور یہ چیزیں حکومت بلوچستان کو ایک پالیسی میں discuss کرنی چاہیے۔ یہ خود بلوچستان کی حکومت بیٹھ کر طے کرے اور ایک مضبوط کیس اسلام آباد کے پاس جائیں کہ 18th

amendment کے بعد ہم آپ کا تیل نہیں خرید سکتے، ہم اپنی تیل خود supply کریں گے۔ ہم اُس بلوچستان حکومت اپنا revenue بڑھا سکتی ہے۔ اسی طرح آپ ٹریڈ کر سکتے ہیں آپ گیس import کر سکتے ہیں، oil import کر سکتے ہیں، food import کر سکتے ہیں، export کے لیے سہولتیں ہو سکتی ہیں۔ یہ بہت ہی visionary discussion ہے۔ یہ debate ہم نے اس لیے شروع کیا تھا، خدا جانتا ہے جب بھی ہم اجلاس بلاتے ہیں اگر حکومت کے دوست یہ سمجھتے ہیں ہمارا مقصد اُن کو برا بھلا کہنا ہے یا اُن کی کارکردگی پر انگلی اٹھانا ہے، نہیں بلوچستان میں ساٹھ سے ستر سال میں کسی بھی حکومت کی کارکردگی اچھی نہیں رہی ہے، ہم چاہتے ہیں اکیسویں صدی میں ہمارے سوچنے کا petron ہمارے کام کرنے کا petron، ہمارا طریقہ کار تبدیل ہو، اُس سے جا کر آپ بلوچستان میں بڑی تبدیلی لاسکتے ہیں۔ جناب والا اس کے علاوہ میں آتا ہوں بلوچستان میں امن وامان کی صورتحال سے متعلق۔ امن وامان rule of law کے اندر بہت بڑا ایک concept ہے، امن وامان سے مراد اگر کسی گھر میں کوئی بچہ داخل ہوتا ہے تو ماں باپ کو معلوم ہونا چاہیے وہ منشیات استعمال کر کے نہیں آیا ہے۔ اگر بلوچستان میں منشیات کا استعمال سب سے زیادہ ہو رہا ہے۔ یہ بھی امن وامان سے related ہے۔ کل خضدار کے نوجوان نکلے ہیں آج مستونگ تک پہنچ گئے ہیں، اس سردی میں منشیات کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ میں منشیات کے خلاف یہاں ایک باقاعدہ resolution لایا تھا، آج تک وہ resolution نو مہینے گزر گئے اُس پر حکومت نے یہاں پر ایک بھی statement جمع نہیں کروائی۔ چوری ڈکیتی، بم دھماکے، خوف و ہراس، میرے دوست ملک سکندر صاحب نے ذکر کیا کہ چور دندناتے پھر رہے ہیں شریف آدمی اس صوبے میں، میں سیٹلائٹ ٹاؤن میں رہتا ہوں رات دو تین بجے تک لڑائیاں ہوتی ہیں یا پتہ نہیں ہے ہوائی فائرنگ ہے یا پھر ٹرینگ ہوتی ہیں، کس کے گھر میں ہو رہا ہے کون کر رہا ہے، پورے کونٹے میں یہی حالت ہے۔ لوگ میرے پاس آتے ہیں شکایت کرتے ہیں، میں نے کہا بھئی ہم کیا کر سکتے ہیں۔ یہ تو شہرنا پرسیاں ہے، یہ تو صوبہ ناپرسیاں ہے۔ یہاں پر جو بھی آئے جس طرح کی حرکت کر کے چلا جائے، پچھلے دنوں ایران سے کچھ لوگ آئے چاغی سے ایک notable کو پکڑ کے لے گئے۔ پھر tribal negotiations ہوئی۔ پھر اُس کا بندہ دے دیا، اس کا بندہ لے لیا۔ یہ ایک ریاست ہے، یہ rule of law ہے، یہ اس طریقے سے امن وامان کو آپ operate کرتے ہیں۔ ذمہ دار میرے دوست بھی نہیں ہیں، ضیاء صاحب بھی نہیں ہیں۔ یہ overall بلوچستان کے اندر، میں نے کل بار بار بات کی زمین پر حکمرانی کے لیے لوگوں کی خوشحالی کے لیے اللہ پاک نے بھی حکمران بھیجے تھے، نظام حکومتیں متعارف کی تھی، جناب والا! آخری ایک چھوٹی سی گزارش اسی توسط سے، میں اکثر یہی کہتا ہوں بلوچستان میں gated governance ہے۔

governance تین قسم کی ہوتی ہیں، ایک ہے open governance ایک ہوتا ہے gated governance ایک inclusive governance ایک exclusive governance ہے۔ یہ gated governance بلوچستان میں نظر آرہی ہے کیونکہ آپ اپنی بات کہیں اور ایک ذمہ دار جگہ پر پہنچا نہیں سکتے۔ CPEC کے حوالے سے ایک ارب ڈالر ابھی آرہے ہیں اسلام آباد پہنچ گئے۔ یہ CPEC کا تیسرا phase ہے اس میں خوش سماجی، خوشحالی، اس میں مہنگائی سے related ساری چیزیں شامل ہوں گی۔ جو مہنگائی کو inflation کو کم کر سکتی ہیں۔ اس میں بلوچستان کا بہت بڑا شئیر آسکتا ہے، میں نے ایک سال پہلے اس کی prediction کی، کل پرسوں کے اخبار میں پیسے پہنچ گئے۔ حکومت بلوچستان دو صفحے کا ایک strategic paper بھی اسلام آباد میں جمع نہیں کروا سکی کہ بلوچستان کے نوجوانوں کو ٹرینگ کیا دینی ہے، research میں کس مد میں پیسے چاہیے، agriculture کی کس مد میں پیسے چاہیے۔ mining کے کس مد میں پیسے چاہیے۔ یہ سارے ایک دوسرے کے ساتھ interlinked ہیں۔ دوستوں نے کہا مہنگائی پر ہم وفاق کے نمائندہ، ٹھیک ہے ہم وفاق کے اتحادی ہیں، سردار یار محمد رند صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ میں بالکل مورد الزام ٹھہراتا ہوں وفاق حکومت کو، میں نے صبح بھی یہی بات کی عمران خان ہوں یا ان کی cabinet، بلوچستان کے فیصلے وہ وہاں پر بیٹھ کر کرتے ہیں، لیکن سب سے زیادہ مورد الزام صوبائی حکومت ہے، صوبائی حکومت کی پالیسیاں ہیں، میں نے کل بھی یہی بات کی کہ آپ نے احتجاجی مراسم وفاق حکومت کو لکھا کہ ہمارے ہاں جو مہنگائی ہو رہی ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کیونکہ ہمارا geographical context different ہے۔ ہمارا poverty level different ہے، ہمارے ہاں human development index different ہیں، ہمارے spread population ہیں، آپ نے جو پالیسیاں بنائیں ہیں اس کا سب سے زیادہ اثر ہمارے اوپر ہو رہا ہے لہذا ہمیں یہ یہ رعایت چاہیے۔ کیا صوبائی حکومت نے یہ بات کی ہے، کیا لیٹر لکھا ہے، ہمیں تو نظر نہیں آتا، ہمیں سندھ کا نظر آتا ہے، ہمیں پنجاب کا نظر آتا ہے، تو جب تک صوبائی حکومت اپنے لوگوں کے درد، تکلیف کو محسوس کر کے اس کو اسلام آباد میں مدلل انداز میں negotiate نہیں کرتا، یہ صوبہ بھوک سے مرے گا۔ یہ صوبہ پیاس سے مرے گا، برف، بارش سے مرے گا۔ 5 ارب روپے ابھی تک release نہیں ہوئے district development fund میں، کہتے ہیں کہ جی سیلاب کی مد PDMA کو مورد الزام تھوڑی دیر کے لیے ٹھہراتے ہیں۔ صوبائی حکومت اس لیے کہ اگر آپ district development fund جو 100 million کا تھا ہر ڈسٹرکٹ کا تھا اگر آپ دے دیتے مجھے بتائیں میرے خاراں میں تین یونین کونسلز میں وہاں پر لوگوں کی رفتن، آمدن، بالکل ختم ہو

گئی۔ گروک جہاں پر سے پانی آتا ہے تقریباً چار پانچ دن کے لیے ہمارا رابطہ منجنگور کے ساتھ، بیسیمہ کے ساتھ، واشک کے ساتھ اور مکران، سوراب کے ساتھ مکمل کٹ جاتا ہے۔ چاہے تو یہ تھا کہ یہ جتنی بھی ہم نے سیلاب سے کیا سبق سیکھا؟۔ اس کے بعد ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو کہتے کہ کون سی سٹرکیں ہیں، جو آئندہ کبھی بلاک نہیں ہوں، ٹریفک کے flow میں ایک سے دو منٹ کا تعطل نہیں آنا چاہیے۔ ہم elected representative ہیں، ہم کسی کے مرہون منت نہیں ہیں کہ کوئی ہمیں یہ کہے کہ آپ اپوزیشن میں ہیں ہم آپ کو نہیں پوچھتے۔ ہم لوگوں سے ووٹ لے کر آئے ہیں اور اگر مسلسل صوبائی حکومت elected representatives کو کمیٹیوں سے نظر انداز کرتی ہے development policy سے نظر انداز کرتی ہے، disaster سے نظر انداز کرتی ہے، باقی جو نیشنل لیول کے debate ہیں اُس کے نظر انداز کرتی ہے تو جناب والا اسی لیے تو آمریت پنپتی ہے۔ اسی لیے تو کورٹ مجبور ہو جاتی ہیں آپ کے خلاف فیصلہ دے دیں تو کب لوگوں کی لاشیں جو گری ہیں، بلوچستان شریف لوگوں کا صوبہ ہے، جاتے نہیں ہیں۔ ورنہ یہ تو سو ڈیڑھ سو لوگ اسی سیلاب میں مرے ہیں۔ برف میں، میں آپ کو ثبوت لا کر دے دوں گا کہ ایسے لوگ ہیں اُن کی جو لاشیں ہیں وہ جانوروں نے اُنہیں نے نوجا ہے اور کھایا ہے۔ ایسے ثبوت بھی ہیں۔ اور اُس کے علاوہ حکومت کی اپنی کارکردگی کچھ نہیں، جو civilian لوگوں نے کچھ تھوڑی بہت جو کارکردگی دکھائی ہے اُس پر سارا بلوچستان لگا ہوا ہے shield دینے میں خدا اُن کو عزت دے کہ انھوں نے بلوچستان میں بڑا اچھا کام کیا، لیکن صوبائی حکومت اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کے اپنے دو چار لوگوں کو سندس بانٹ کر سمجھتی ہے کہ بلوچستان میں ہم نے بہت control کیا ہے، نہیں، بلوچستان میں بڑی غلطیاں ہوئی ہیں، غلطیوں سے سبق سیکھنے کا طریقہ یہی ہے کہ آپ بلوچستان کے تمام اکابرین کے ساتھ بیٹھیں۔ بلوچستان کے اکابرین یہی ہیں، جو لوگوں کو represent کرتے ہیں کوئی 40 ہزار ووٹ لے کر آیا ہے کوئی 50 ہزار ووٹ لے کر آیا تو یہ ہے بلوچستان کے اکابرین۔ آج آپ نے محتاج بنایا ہوا ہے، نہ DC کو اختیار ہے، نہ اسٹنٹ کمشنر کو اختیار ہے، نہ محکموں کو اختیار ہے، ہر کوئی بیچارہ اپنی چھٹی کی فائل لے کر سیکرٹریٹ میں گھوم رہا ہے یا اپنے تبادلے کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔ بحران پر بحران، لوگوں میں مایوسی ہے، اس نے ایک آفت کی شکل اختیار کی ہے، جناب اسپیکر مشکور ہوں آپ کا مجھے امید ہے کہ ہماری جو بھی تجاویز ہیں وہ حکام بالاتک آپ پہنچانے میں مدد کریں گے۔ شکر یہ جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ ثناء بلوچ صاحب۔ جی میرضیاء لانگو صاحب۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ): اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جناب اسپیکر! مجھے تو آج اس اجلاس میں بیٹھ کر حیرانگی ہوئی۔ کہ ہمارے دوست کتنی اچھی باتیں کرتے ہیں لیکن معلومات کا اور facts

and figures کا سو فیصد کمی ہے۔ جناب start لیتے ہیں گیس سے، یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ جہاں زیادتی ہوگی ہم حکومت سے ہٹ کر لوگوں کے لیے آواز بلند کریں گے۔ مجھے اپوزیشن لیڈر صاحب نے اور چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی صاحب نے call کیا کہ ہم گیس کے اُس کے لیے ایک delegation اسلام آباد جانا چاہتے ہیں تو آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ آجائیں تو ہم نے کہا حاضر، بلوچستان کے لوگوں کا مسئلہ ہے ہم ضرور آئیں گے۔ لیکن اُس کے بعد مجھ سے کوئی رابطہ نہیں ہوا۔ باقی میرے خیال سے جن علاقوں میں لوگوں تک رسائی نہیں ہوئی، جس طرح ہمارے دوست گلہ کر رہے ہیں میں کچھ کا نام بھی لوں گا، خاص کر اپوزیشن لیڈر صاحب بیٹھے تھے PDMA آفس میں، وہاں اُن کے بندے بُلایا کر facilitate کیے جا رہے تھے کہ کیا کیا آپ کی چیزوں کی کمی ہے۔ میری بہن شکیلہ دہوار بلوچ میرے آفس آئیں کہ میرے حلقے میں یہ مسئلہ ہے میرے خیال میں اُدھر سے ہی ہم نے جو اُن کے مسئلے تھے وہ حل کیے۔ باقی دوستوں نے بلوچستان میں سوشل کام یا ہمدردی کرنے سے بھی دوستوں کو اعتراض ہے۔ وہ ایک بھائی ہمارے سلیمان کا کڑ صاحب بہت اچھے انھوں نے کردار ادا کیا۔ اُس نے ایک جذبے کے تحت لوگوں کی خدمت کرنی چاہی، گورنمنٹ پوری اپنی مشنری کے ساتھ وہاں موجود تھی۔ باقی یہ جو ہمارے دوست بیٹھے ہیں کوئی بھی ایک دن میرے آفس PDMA کے آفس نہیں آیا کہ ہمارے حلقے میں یہ مسئلہ ہے کہ حل کریں۔ ان سب لوگوں نے سردیوں میں برف باری میں کراچی اسلام آباد جا کر مزے لیے۔ ابھی suited booted آ کر اپنے لوگوں کے مسئلے ہمیں بیان کر رہے ہیں۔ جناب والا ہمارے اگر حکومت پر تنقید کی جاتی ہے مجھ پر اگر تنقید ہو، وزیر اعلیٰ صاحب پر تنقید ہو لیکن ہمارے صوبے کے جو لوگ، جو یہاں کے رہنے والے ہیں وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں، اپنے فرائض انجام دیتے ہیں، کم سے کم ہمیں ان کی حوصلہ شکنی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر یہ ہزاروں مثالیں انہوں نے دی، اگر یہ مثال بھی یہ لوگ دے دیتے کہ ہمارے PDMA، DG اور ڈپٹی کمشنر پشین نے، ڈپٹی کمشنر قلعہ سیف اللہ نے دس سے پندرہ کلومیٹر، دو ڈھائی فٹ برف میں سفر کر کے لوگوں کو rescue کیا ہے۔ ان کی زندگیاں بچائی ہیں، باقی یہ اسمبلی میں ہر ایک کی اپنی مرضی ہے جو بات کریں۔ کوئی کہتا ہے ملا نہیں ملا۔ اسپیکر صاحب میرے ساتھ ساری detail ہے ایک دن آپ PDMA کے حکام کے ساتھ ان ارکان کو میں دعوت دیتا ہوں آجائیں، بیٹھ جائیں کہ PDMA نے کتنے rescue کیئے ہیں، PDMA نے کتنے لوگوں کو facilitate کیا ہے۔ یہاں ہم نے اکیس graders بھیجے تھے، جو ہمارے دستیاب وسائل ہیں انہی میں ہم کام کرتے ہیں۔ ہم نے 51 ٹریکٹرز بھیجے، ہم نے جو ہے کرین بھیجے تھے، ایک ڈیڑھ سو اسٹاف ہم نے سائینڈروں پر deploy کیا تھا۔ اور ہم نے چار flood affected areas کو pumping waters دیئے تھے، حتیٰ

کہ لوگوں کو سردی سے بچانے سے کوئلہ ہم نے پیک کر کے بھجوا دیا۔ اور جو total demages ہوئے تھے کچے گھروں کے 201 جن کو 50 ہزار ویسے یہ کم ہیں دستیاب وسائل کی میں بات کر رہا ہوں۔ پچاس ہزار ہم نے ان کو دیدیے ہیں جس میں سے جو بہت ہو گئے تھے ان کیلئے ہم نے ڈیڑھ لاکھ اور NDMA جو فیملیز زخمی ہوئے تھے ایک زخمی کیلئے پچاس ہزار کا اعلان کیا ہے اور آپ کا جو serious جو زخمی ہے ان کیلئے ایک لاکھ روپے۔ ہم نے ایک لاکھ کوئلہ کاروڈ کھولنے کیلئے ہم نے بھیجے ہیں تو دوستوں کو میرے خیال میں تھوڑی معلومات کی کمی ہے وہ ذرا ان چیزوں کو وہ چیئر مین صاحب accountability بھی کرتے ہیں وہ بلا لے کہ PDMA نے کتنا سامان بھیجا ہے کتنے لوگوں تک پہنچا ہے اور وہاں کو اگر کہیں نہیں پہنچا ہے تو ڈپٹی کمشنروں سے پوچھا جائے لیکن please خدا کیلئے بلوچستان کے لوگوں کو غلط fact & figures کیساتھ گمراہ نہ کرے آپ کا مسئلہ حکومت کیساتھ ہے آپ کا مسئلہ ان بیچوں میں آنے کا ہے اس کا بدلہ بلوچستان کے لوگوں سے نہ لیں۔ باقی جو ہے دو تین دن پہلے ہمارے جو ہے اصغر خان ترین صاحب ہے اور حافظ حمد اللہ صاحب ہے یہ باقاعدہ طور پر خود ایک تقریب میں پشین میں گئے PDMA حکام کے ساتھ لیویز حکام کو انہوں نے اچھی کارکردگی کے لیٹر دیے ہیں ابھی دو دن بعد اسمبلی پہنچ کر وہ کارکردگی ختم ہو گئی مجھے پتہ نہیں دو دن میں تو برف ہی نہیں ہوا ہے کہ دو دن میں ان کی کارکردگی۔۔۔ (مداخلت) یہ آپ کے figures ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اختر حسین لاگو بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے ان کو بات پوری کرنے دیں۔
 جناب وزیر داخلہ: یہ ان کی عادت ہے یہ عادت چھوٹ نہیں سکتی۔ تو یہ ہے اسپیکر صاحب آپ اختر حسین صاحب کے باتوں کو side پر رکھیں آپ ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے facts & figures وہ منگوا لیں۔ باقی Law & Order کے بارے میں بھی میرے دوستوں کو خاص دلچسپی نہیں ہے کیونکہ ہم نے ایک ہفتہ پہلے ہم نے ڈی آئی جی صاحب نے دوستوں نے جو 2019ء کا comparison پچھلے سالوں سے کیا تھا کہ پچھلے سالوں میں جو ہے Law & Order میں کیا ہوا ہے اور اس میں کیا ابھی تک میرے دوستوں کو یہ پتہ نہیں ہوگا میرا خیال ہے کہ الحمد للہ 2019ء کا سال تھا جدھر ایک شیعہ ہزارہ ٹارگٹ کلنگ نہیں ہوا اور تمام کرائمز کو one by one دیکھ لیں ان کا comparison کر لیں ہر کرائم میں بہت زیادہ کمی ہوئی ہے ہم کرائم zero پر نہیں لایا وہ بھی انشاء اللہ ایک دن دوستوں کو دیکھا دیں گے لیں میرے دوستوں سے یہ عرض ہے نصر اللہ صاحب پلیز اسمبلی کے کچھ آداب ہوتے ہیں میرے دوستوں سے عرض ہے کہ وہ facts & figures آپ کیساتھ ایک ساتھ بیٹھ کر share کرے کہ اگر بلوچستان میں PDMA ہمارے میڈیا کے دوست ہیں سب بیٹھے ہیں انہوں نے تو میرے

خیال سے ٹی وی بھی نہیں دیکھا ہے سارے میں چینلوں میں PDMA کے بارے میں reports آئے ہیں کہ PDMA نے کیا کیا ہے سارے اداروں نے یہ رپورٹ دیا ہے کہ PDMA نے اس میں leading role ادا کیا ہے PDMA نے ریسکیو میں لوگوں کو POINT پر پہنچانے میں دوسرے اداروں کی مدد کی ہے باقی ہیلی کاپٹر میرے خیال سے دس یا پندرہ تھیلے پھینکنے کیلئے بلوچستان کے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہے کہ جا کے پھینک دیں اس میں ٹنوں کی حساب سے جس علاقوں میں گاڑیاں نہیں جاسکتی تھی، ادھر ہیلی کاپٹروں کے ذریعے بھیجا گیا main شہرائیں مجھے پتہ نہیں حافظ حمد اللہ کس ملک کی بات کر رہے ہیں۔ بلوچستان میں تو ایسا نہیں ہوا ہے کہ دس دس پندرہ دن۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ sorry صدیقی صاحب! تو میں اپنے دوستوں کو عرض کرتا ہوں تنقید کرنے کی بجائے لوگوں کیلئے معلومات رکھے کہ آپ کی گورنمنٹ کیا کر رہی ہے آپ کی گورنمنٹ اگر کوئی چیز نہیں کر رہے ہیں اس پر آپ تنقید برائے اصلاح کا حق رکھتے ہیں لیکن جہاں آپ کی گورنمنٹ کام کر رہی ہے ادھر مہربانی کر کے اپنے لوگوں میں مایوسی نہ پھیلائیں لوگوں کیلئے جو کام ہو رہا ہے ہم لوگوں کی خدمت کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں اور ہم اس کو کر رہے ہیں۔ تو میرا پھر ان سے یہی گزارش ہے بلکہ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان کو ایک اجلاس میں بلا کر سارے Facts & Figures ڈیپارٹمنٹ سے منگوا کر دیں۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آپ کو۔۔۔ (مداخلت)۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصر اللہ زیرے صاحب! آپ کی بات ہم لوگوں نے سن لی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آج جنگ اخبار میں ایک اشتہار چھپا ہے ڈپٹی کمشنر لورالائی کا ایک ایسے خاندان کا جس کی بہت بڑی قربانیاں ہیں سردار مراد خان اس کے پوتے کا سردار گل مرجان کے شہریت cancel کرنے کا اشتہار چھپا ہے اس کا لوکل سٹریٹکٹ ایک ڈپٹی کمشنر اتنا با اختیار ہو سکتا ہے کہ وہ کسی شہری کا شناختی کارڈ اور لوکل سٹریٹکٹ cancel کرے وہ بھی ایسے معتبر گھرانے کا۔ جناب وزیر داخلہ اس کا آپ نوٹس لے لیں جو بندے اغواء ہوئے ہیں اس کا نوٹس لے لیں اور جو ہمارے بندے 16 MPO میں ہے میں نے آپ کو دیا بھی ہے آپ سے request ہے کہ آپ اس بارے میں موثر اقدامات اٹھائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب وزیر داخلہ: آپ لوگ سب کھل کے بتائے ہمیں تو پتہ نہیں death squad کے کون ہے live squad کون ہے نام لے لیا کریں۔ ٹھیک ہے اس کا میں ابھی نوٹس لیتا ہوں۔ آپ لوگ نام لے کے بتائے ابھی میں اس کا پوچھتا ہوں آپ لوگ ایسے دلاور ہو جائیں۔ نام لے لیں۔ نہیں نہیں آج پہلی دفعہ لیا ہے۔ تو نصر اللہ

زیرے صاحب کو آپ کی توسط سے اس ہاؤس میں کتنی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ آپ لوگوں کو مسئلوں کو اسمبلی میں یاد کرنے کیلئے استعمال نہ کریں آپ ہمارے آفس آجائیں ہمارے آفس سے آپ کو کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملتی آپ اس کو ہاؤس لاسکتے ہیں آپ پہلا step لیتے ہی نہیں direct ہاؤس آجاتے ہیں۔ اس کیلئے ظاہر ہے واپسی جا کے اس کا کچھ دے سکتے ہیں آپ پہلے متعلقہ آفس جائے وہاں اپنی بات پہنچائیں اگر وہاں سے آپ کچھ شنوائی نہیں ہوتی آپ اسمبلی آ کے اسپیکر صاحب ہاؤس کو اس سے آگاہ کریں۔ آپ نے محکمے کو بتایا نہیں ہوتا ہے جلدی جلدی بھاگ کے اسپیکر کے پاس کہ یہ مسئلہ ہو گیا ہے تو میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ PDMA پہلے کی طرح تیار ہے بارش اللہ کی رحمت ہوتی ہے جب بھی کوئی کسی قسم کی افات آئیگا تو اس میں انشاء اللہ PDMA تیار ہے اور بلوچستان کے امن و امان کے حوالے سے ہمارے فورسز نے قربانیاں دی ہیں مزید محنت کر رہے ہیں تو اس کیلئے آپ مہربانی کرے اس کا comparison کر لیں تھوڑا اپنے کانفرنس روم میں تاکہ ان دوستوں کو صحیح detail کا پتہ چلے یہ بھی میرے خیال سے اخبار نہیں پڑھتے ہیں۔ تو ادھر ان کو brief دیا جائے تاکہ وہ ان کے پڑھ سکتے ہیں پڑھنے کا شوق نہیں ہے صرف گھر سے ادھر آ کر راستے میں جتنی باتیں سن سن کے ان کو اسمبلی کا زینت بناتے ہیں اسمبلی ایک ذمہ دار فورم ہے جس پر ذمہ داری سے بات کیا جائے اور facts & figures کیساتھ بات کی جائے اور اپنے اداروں کے بارے میں جو بات کیا جائے DC صاحب ایسا نہیں ہے کہ صبح اٹھ کے ناشتہ کر کے کسی کی شہریت اس نے ختم کی ہے ضرور اس کے پاس کوئی کچھ reason ہوگا۔ تو اس کیلئے آئے ہم DC صاحب سے بھی پوچھیں گے کہ DC صاحب آپ نے یہ قدم اٹھایا ہے اس کے پیچھے کیا ہے اس کا ہم قانونی طریقہ کار دیکھیں گے لیکن پھر میں آپ کی توسط سے دوستوں سے یہی اپیل کرتا ہوں کہ یہ فوراً وہ بچے کی طرح بھاگے بھاگے آپ کے پاس آنے کی بجائے آپ پہلے ہمارے ساتھ contact کریں۔ ہمیں بولیں یہ مسئلہ ہے ادھر سے کوئی پیشرفت نہیں ہوئی پھر ہاؤس میں آجائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔

وزیر داخلہ: ابھی میں اسمبلی میں بیٹھا ہوں میں جا کے اس کارپورٹ مانگوں گا بے غم ہو جائیں۔ اس کارپورٹ میں سمجھو دادوں گا اس کو بازیاب کرانے کیلئے اقدامات اٹھائیں گے آپ لوگ صبر کریں۔ آپ FIR کا ٹوٹو میں پکڑو دادوں گا ناں۔ آپ اپنے کیس کا بتادیں۔ وہ اس میں پیشیاں بھگت رہا ہوگا ضرور۔ آپ FIR کاٹ دیں آپ میں سے کوئی ممبر میں ابھی انتظامیہ کو آڈر دیتا ہوں ابھی ایکشن لیں گے۔ FIR میرے پاس لائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Order in the House آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں Law & order کے

حوالے سے جتنے بھی آپ لوگوں کے مسائل ہے منسٹر صاحب نے آپ لوگوں کو یقین دہانی کرائی کہ آپ بئنگ ان کے آفس جائیں ان سے discuss کریں جو بھی وہ آپ لوگوں کیلئے کر سکتے ہیں اور جو ایسے لوگ ہیں جن کیساتھ ذاتیات ہوئے ہیں تو منسٹر صاحب انشاء اللہ ان پرائیکشن لیں گے انہوں نے یہ یقین دہانی کرا دی۔ چونکہ گیس پریشر کی بابت عدالت عالیہ نے اپنے حکمنامے مورخہ 6 فروری 2020ء میں یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ آئیندہ کوئٹہ اور اس کے مضافات میں گیس کی لوڈ شیڈنگ اور گیس کا پریشر کم نہیں ہوگا جس پر گیس انتظامیہ کے متعلقہ حکام نے عدالت عالیہ بلوچستان کے حکمنامہ مورخہ 6 فروری 2020ء پر من و عن عمل کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ جس پر معزز عدالت نے 44/2020No.CP کو نمٹا دیا۔ مزید برآں اگر پھر بھی کسی علاقے میں گیس کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہو یا گیس کا پریشر کم ہو تو سوئی سدرن گیس کمپنی کے حکام کے خلاف عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ایسے دوسرے مسائل جو سدرن گیس کمپنی سے متعلق ہیں جو حل طلب ہیں جن کی نشاندہی معزز اراکین نے کی ہے۔ اس لئے میں رولنگ دیتا ہوں کہ سیکرٹری پیٹرولیم، MD سوئی سدرن گیس اور GM بلوچستان کو کوئٹہ آ کر اسمبلی میں معزز اراکین کیلئے بریفنگ کا اہتمام کرنا ہوگا۔ چونکہ معزز اراکین اسمبلی نے ایجنڈا آئیٹم نمبر 2 پر سیر حاصل بحث کی اور یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے لہذا میں رولنگ دیتا ہوں کہ DG, PDMA اے حالیہ بارشوں اور برف باہی کے دوران صوبے میں ہونے والے نقصانات اور PDMA کی جانب سے اٹھائے گئے اقدامات اور اس سلسلے صوبے میں تقسیم کیے گئے اشیاء اور ان پر ہونے اخراجات کی ضلعی اور مکمل تفصیل ایوان کو فراہم کی جائیگی۔ اب میں prorogation order پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by clause(3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, I Mr.Abdul Quddus Bizenjo, Speaker, Provincial Assembly of Balochistan here by order that on conclusion of Business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the 13th February, 2020.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

